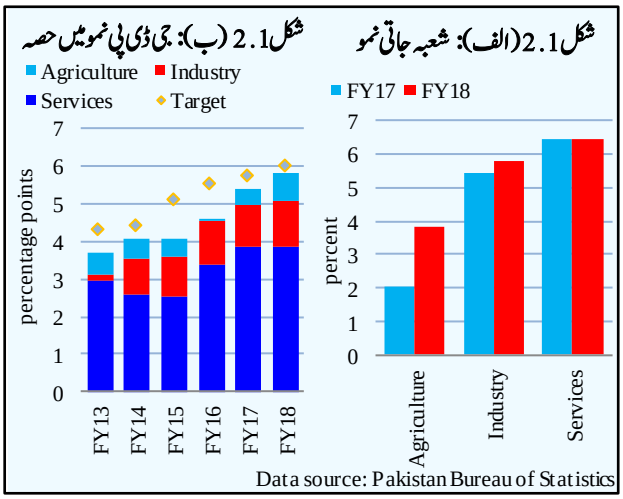
2 معاشی نمو

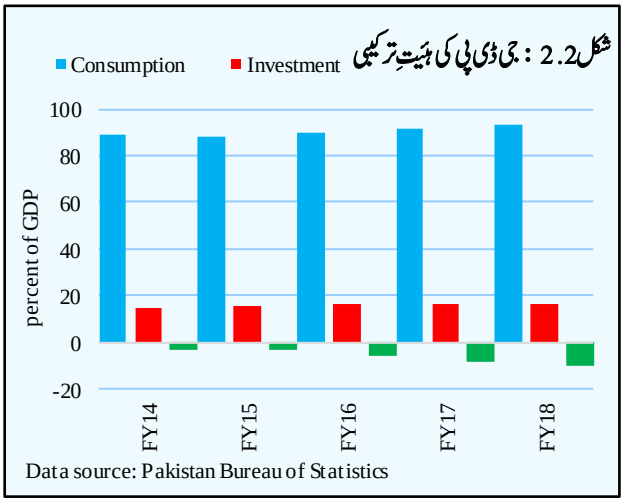
2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 18ء میں جی ڈی پی کی حقیقی نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں مزید بڑھ کر 5.4 فیصد سے 5.8 فیصد ہوگئی۔ یہ نمو نا صرف وسیع البنیاد بلکہ گذشتہ 13 برس کی بلند ترین نمو تھی، جو مالی سال 18ء کے لیے مقرر کردہ ہدف کے قریب رہی۔ زرعی شعبے کی صحت مند کارکردگی، خدمات میں متواتر نمو اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں اضافے نے بھی نمو کی اس مثبت کارکردگی میں اپنا کردار ادا کیا (**شکل 2.1**)[1]۔



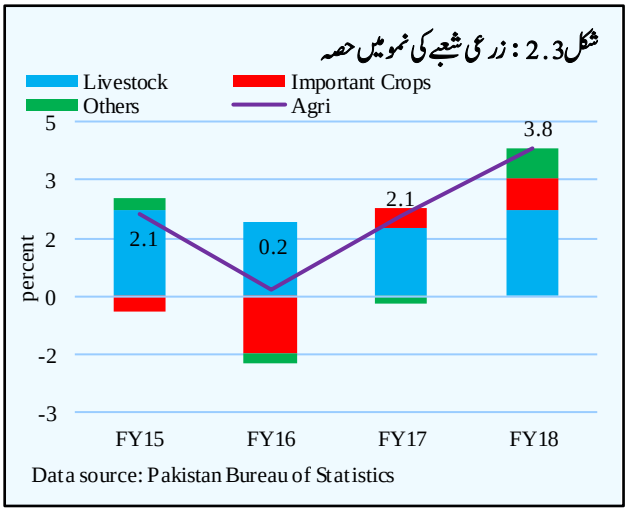
جی ڈی پی کی نمو میں متعدد عوامل نے کردار ادا کیا جن میں کم لاگت مالکاری، مالی مراعات بذریعہ زرِ اعانت، کاروبار کے لیے موافق احساسات اور بینکوں کے قرضوں تک رسائی میں اضافہ شامل ہیں۔ بلند سرکاری اخراجات اور سی پیک منصوبوں پر عملدرآمد نے فرموں کو استعداد میں اضافے کی ترغیب کے علاوہ معاشی سرگرمیوں میں تحرک پیدا کیا۔

اس سے قطع نظر سرکاری اور نجی شعبوں میں خاطر خواہ سرمایہ کاری ہونے کے باوجود پاکستان کی جی ڈی پی میں سرمایہ کاری کا تناسب اپنے ہمسر ممالک کے مقابلے میں کم رہا۔ درحقیقت معاشی نمو میں حالیہ اضافے کو صرف میں ہونے والے بہت زیادہ اضافے سے منسوب کیا جاتا ہے، مالی سال 18ء میں صرف کا جی ڈی پی میں حصہ 93 فیصد تک جا پہنچا ہے۔ بلند صرف نے درآمدی صارفی اشیا کی طلب بھی بڑھائی، جس سے خالص برآمدات میں مزید تخفیف ہوگئی (**شکل 2.2**)۔



شعبہ جاتی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ چاول اور گنے کی ریکارڈ پیداوار اور گلّہ بانی کے شعبے کو تقویت ملنے سے زراعت کی نمو مالی سال 18ء کے لیے مقرر کردہ ہدف سے زیادہ رہی۔ پانی کی کم دستیابی اور کھاد کے پست استعمال کے باوجود فصلی شعبے کی کارکردگی بہتر رہی۔ ان عوامل کے منفی اثرات کی تلافی دیگر خام مال میں بہتری سے ہوئی، جیسے مستند بیج اور کیڑے مار ادویات، بڑھتی ہوئی میکانیت اور قرضوں کی فراہمی میں اضافہ۔ گندم اور گنے کے معاملے میں قیمتوں میں مراعات کے تسلسل نے کاشتکاروں کی دلچسپی کو برقرار رکھا، جبکہ صوبائی سطح پر مختلف منصوبوں کے آغاز نے گلّہ بانی اور جنگل بانی میں دوبارہ جان ڈال دی۔

[1] قومی آمدنی کھاتوں میں پیش کردہ مالی سال 18ء کے جی ڈی پی تخمینوں کے مطابق بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں متوقع نمو 6.1 فیصد ہے۔



شکل 2.3 : زرعی شعبے کی نمو میں حصہ

مالی سال 18ء میں صنعتی شعبے میں 5.8 فیصد نمو ہوئی، تاہم یہ صنعت 7.3 فیصد کا ہدف حاصل نہ کر سکی جس کی بنیادی وجہ بجلی کی پیداوار اور گیس کی تقسیم کی نمو کا مطلوبہ سطح سے کم ہونا ہے۔ تاہم بڑے پیمانے کی اشیا سازی صنعتی نمو کا کلیدی عامل بنا رہا۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سیمنٹ، فولاد، پیٹرولیم کے شعبے کو زبردست ملکی طلب سے فائدہ پہنچتا رہا، جبکہ سگریٹ اور آٹو انڈسٹری نے استعداد کے بلند استعمال سے فائدہ اٹھایا۔ تاہم مالی سال 17ء کے برخلاف چینی اور کھاد سازی کی صنعتیں اپنی استعداد کو مکمل طور پر بروئے کار نہ لا سکیں، جس کی وجہ بالترتیب گنے کی قیمتیں اور آر ایل این جی کی بلند لاگتوں سے متعلقہ مسائل تھے۔ پائیدار صارفی اشیا کے حوالے سے بجلی کی فراہمی میں بہتری اور بھرپور زرعی پیداوار اور بڑھتی ہوئی حقیقی آمدنیوں کے باعث صارفی طلب میں اضافہ اس شعبے میں طاقتور نمو پر منتج ہوا۔ اسی طرح نجی مکانات کی تعمیرات میں اضافے اور انفراسٹرکچر پر بلند اخراجات کے باعث تعمیراتی شعبے نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

خدمات کے شعبے کا جی ڈی پی میں 60 فیصد سے زائد حصہ ہے، اس شعبے نے سال کے لیے نمو کا مقررہ ہدف حاصل کیا، اور اس طرح گذشتہ برس سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اگرچہ تھوک و خردہ تجارت اور عمومی سرکاری خدمات نے نمو میں مثبت کردار ادا کیا، تاہم ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات نے شعبے کی کارکردگی پر دباؤ ڈالا۔ مضبوط زرعی کارکردگی، اشیا سازی کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور درآمدات کے حجم میں متواتر نمو کے نتیجے میں شعبہ جاتی نمو کا 6.4 فیصد ہدف حاصل ہوا۔

2.2 زراعت:

مالی سال 18ء میں زرعی شعبے نے مثبت کارکردگی جاری رکھی اور گذشتہ برس کے 2.1 فیصد کے مقابلے میں 3.8 فیصد کی نمو ہوئی۔ گلّہ بانی – جو زراعت کا ایک بڑا ذیلی شعبہ ہے – کی بلند کارکردگی میں اس کے دیگر تمام ذیلی شعبوں کا کردار ہے۔ اسی طرح فصلی شعبے نے زرعی نمو میں خاطر خواہ کردار ادا کیا (**شکل 2.3**)۔ فصلی شعبے میں گنے اور چاول کی اجناس میں ریکارڈ پیداوار ہوئی، جبکہ چھوٹی فصلوں میں بھی بھرپور نمو ہوئی۔ اس کارکردگی کو فصلوں کی بلند یافت، موافق موسمی حالات، خام مال پر زرِاعانت، علامتی قیمتوں اور ٹیکنالوجی کو زیادہ اپنانے سے منسوب کیا گیا۔ اس پس منظر میں مالی سال 18ء چینی اور گندم کی زائد پیداوار کا سال رہا کیونکہ ان اجناس کی پیداوار ملکی صرف سے بڑھ گئی تھی۔ اس کے باوجود پانی کی قلت زرعی نمو کے تسلسل کے لیے ایک خطرہ ہے، اور اس صورتِ حال میں بڑی حد تک تبدیلی کا امکان نہیں ہے کیونکہ عالمی حدت میں اضافہ بارشوں کی ترتیب پر اثرانداز ہو رہا ہے، اس لیے درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔[2]

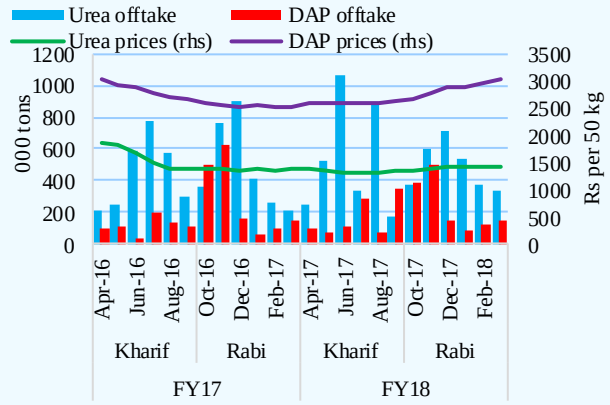
خام مال:

خریف اور ربیع کے موسموں میں آبپاشی کے لیے پانی کی دستیابی میں بالترتیب 2.0 اور 19.0 فیصد کمی واقع ہوئی۔ کاشتکاروں نے زیرِزمین پانی پر انحصار کا راستہ اختیار کیا، بالخصوص بارانی علاقوں میں جہاں پانی کی دستیابی کا مسئلہ سنگین ہو چکا ہے۔ ملک میں پانی کی قلت کے وسیع تر اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اپریل 2018ء میں "قومی آبی پالیسی" کی منظوری ایک خوش آئند اقدام ہے۔

[2] عالمی ماحولیاتی تبدیلی کے مطابق 1960ء کی دہائی سے اب تک اوسط درجہ حرارت میں 0.35 ڈگری سیلسیس کا اضافہ ہو چکا ہے (پاکستان فوڈ سیکورٹی بلیٹن (2016ء)، شمارہ 4، عالمی غذائی پروگرام)۔ ملک بھر کے درجہ حرارت میں اضافہ ہو چکا ہے لیکن سندھ اور بلوچستان میں زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ (ایف سعید، کے ایم سالک، ایس اشفاق (2016ء) پاکستان میں ماحولیاتی ترغیب کے باعث دیہی سے شہری علاقوں میں نقل مکانی، ایس ڈی پی آئی ورکنگ پیپر، اسلام آباد: ایس ڈی پی آئی)۔

مالی سال 18ء میں کھاد کے حوالے سے یوریا کی کھپت میں 8.6 فیصد کمی واقع ہوئی، جبکہ ڈی اے پی کے استعمال میں 4.6 فیصد اضافہ ہوا، اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے دوران کھاد کے استعمال میں مجموعی طور پر 5.1 فیصد کمی ہوئی، جبکہ مالی سال 17ء میں اس زمرے میں 36.4 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ خریف کے موسم میں ڈی اے پی کا استعمال ایک ملین ٹن سے زائد ہو جانے کی وجہ سے اس میں 48 فیصد نمو ہوئی جو اس کی طلب میں اضافے کا سبب بنی۔ اس کے برخلاف ربیع کے موسم میں ڈی اے پی کی کھپت میں 12.7 فیصد کمی ہوئی، جس کی جزوی وجہ قیمتیں بڑھنا تھی۔ خریف کے موسم کے دوران بھی تمام غذائی اجزا کا استعمال بڑھا جبکہ ربیع کے موسم میں نائیٹروجن اور فاسفیٹ کی مصنوعات کی طلب کم ہوئی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ پوٹاشیم کا استعمال اس موسم کے دوران بڑھ گیا تھا۔ پوٹاش پر مبنی مصنوعات کی حوصلہ افزائی کی غرض سے پنجاب حکومت نے ایس او پی اور ایم او پی[3] پر 800 روپے اور 500 روپے فی بوری زرِ اعانت کاشتکاروں کو فراہم کیا، جس کے نتیجے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں اس کی فروخت ستمبر اور اکتوبر 2017ء میں بڑی حد تک بڑھ گئی (**شکل 2.4**)۔

شکل 2.4: کھاد کا استعمال اور قیمتیں



Data source: NFDC

دریں اثنا، مالی سال 18ء میں زرعی قرضوں کی فراہمی 972.6 ارب روپے رہی، جو 38.1 فیصد کی صحت مند نمو ہے،[4] جبکہ مالی سال 17ء میں 17.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مزید اہم امر یہ ہے کہ قرضوں کی فراہمی وسیع البنیاد رہی کیونکہ پیداواری قرضے 38.5 فیصد بڑھ گئے جبکہ ترقیاتی قرضوں میں 32.4 فیصد اضافہ ہوا۔ بینک وار تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ بڑے بینکوں نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا، یہی وجہ ہے کہ بینکوں نے اپنے مقررہ اہداف سے زائد قرض گاری کی۔ تاہم شعبے کے تخصیصی ادارے جیسے زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (زیڈ ٹی بی ایل) اور پنجاب پروونشل کوآپریٹو بینک (پی پی سی بی ایل) نے اپنی قرض گاری کے اہداف بالترتیب صرف 66.6 فیصد اور 71.5 فیصد حاصل کیے، یہ صورتِ حال ان بینکوں کی سالانہ قرض گاری میں تخفیف کا بھی مظہر ہے۔ اگرچہ ملک کے نجی بینکوں اور اسلامی بینکوں کی قرض گاری کا ہدف بالترتیب 7.6 فیصد اور 18 فیصد کے فرق سے حاصل نہ ہو سکا، تاہم اس ضمن میں سالانہ تقریباً 33 فیصد کی نمو ایک خوش آئند پیش رفت تھی (**جدول 2.1**)۔

جدول 2.1: زرعی قرضوں کی فراہمی بلحاظِ ادارہ

ملین روپے

	م س17ء	م س18ء	نمو
I۔ بینک			
پانچ بڑے کمرشل بینک	342,068	523,930	53.2
زیڈ ٹی بی ایل	92,451	83,187	-10
پی پی سی بی ایل	10,880	10,724	-1.4
ملکی نجی بینک	139,061	184,863	32.9
اسلامی بینک	12,326	16,392	33
کُل	**596,786**	**819,096**	**37.3**
II. خردمالکاری			
خردمالکاری بینک	87,772	124,756	42.1
خردمالکاری ادارے / زرعی اعانت کے پروگرام	19,930	28,754	44.3
کُل	**107,702**	**153,510**	**42.5**
کُل مجموعہ (I+II)	**704,488**	**972,606**	**38.1**

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور پاکستان خردمالکاری نیٹ ورک

مالی سال 18ء میں مجموعی طور پر بینکوں کے قرضوں تک رسائی میں 5.1 فیصد کمی واقع ہوئی، جس کی عکاسی مالی سال 18ء کے اختتام پر قرض گیروں کی تعداد معمولی کمی کے بعد 0.94 ملین رہ گئی جبکہ آخر مالی سال 17ء تک یہ 0.99 ملین قرض گیروں پر مشتمل تھی۔ شعبہ جاتی تقسیم سے معلوم ہوتا

[3] پوٹاش کا سلفیٹ (ایس او پی) اور پوٹاش کا موریٹ (ایم او پی)

[4] رقوم کی کُل فراہمی ایک ٹریلین روپے کے ہدف سے 2.92 فیصد کم رہی۔

ہے کہ مالی سال 18ء میں بینکوں کی قرض گاری کا جھکاؤ غیر فارم شعبہ کی طرف رہا، جس کا مجموعی زرعی قرضوں میں 50.4 فیصد حصہ ہے۔ بینکوں کی غیر فارم شعبے کے لیے بڑھتی ہوئی قرض گاری کو ملک میں پولٹری اور لائیو اسٹاک کے زمروں میں جاری پیش رفتوں سے منسوب کیا گیا۔ تاہم فارم شعبہ تخصیصی بینکوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا، جن کے قرضوں کی تقسیم میں اس شعبے کا حصہ 70 فیصد سے زائد رہا۔

خرد مالکاری بینکوں اور اداروں / دیہی معاونتی پروگراموں نے بھی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جس کا اظہار پورے زرعی شعبے میں ان کی قرض گاری کے اہداف سے زائد قرضوں کی فراہمی سے ہوتا ہے، ان بینکوں اور اداروں نے اہداف سے بالترتیب 12.5 اور 11.5 فیصد زائد قرضے دیے۔ قرضوں تک رسائی میں بھی 28.5 فیصد کی خاطر خواہ نمو ہوئی، خرد مالکاری بینکوں اور اداروں کے قرض گیروں کی تعداد مالی سال 17ء میں 2.2 ملین سے بڑھ کر 2018ء میں 2.8 ملین تک جا پہنچی۔ بنیادی طور پر اسے معقول رہن کے بغیر چھوٹے قرضوں کی فراہمی سے منسوب کیا گیا۔ ان اداروں کی توجہ بھی غیر فارم شعبے پر مرکوز رہی، جس کی عکاسی یوں ہوتی ہے کہ ان کی مجموعی قرض گاری میں زرعی قرضوں کا حصہ 51.8 فیصد ہے۔

مالی خدمات تک کاشتکاروں کی رسائی بڑھانے کی غرض سے صوبائی حکومتوں نے متعدد اسکیمیں متعارف کرائی ہیں۔ مثال کے طور پر محکمہ زراعت پنجاب نے بلاسودای کریڈٹ اسکیم شروع کی، جس کا بنیادی مقصد چھوٹے سرمایہ کاروں کو زرعی مالکاری اور فارم کے بارے میں تکنیکی مشاورت کی فراہمی ہے[5]۔ مالی سال 18ء میں مختلف بینکوں جیسے این آر ایس پی اور زیڈ ٹی بی ایل وغیرہ[6] نے 392658 قرض گیروں کو 28.6 ملین روپے فراہم کیے۔ حال ہی میں اسکیم کو توسیع دے کر اسے 25 اور 50 ایکٹر کے بڑے زرعی رقبے تک بڑھادیا گیا جس سے دیہی علاقوں میں قرضوں تک رسائی بڑھنے بڑھنے کی توقع ہے، اس سلسلے میں برانچ لیس بینکاری کو بروئے کار لاتے ہوئے ایزی پیسہ کے ذریعے رقوم کی منتقلی ہوئی۔[7] حالانکہ قرضے فراہم کرنے والے باضابطہ اداروں نے اپنے وجود میں اضافہ کیا ہے مگر چھوٹے کاشتکاروں کی ضروریات پوری کرنے میں آڑھتیوں اور کمیشن ایجنٹوں کا غیر رسمی قرض گار کے طور پر کردار اب بھی دیہی معاشرے میں مؤثر ہے۔ (**باب 7**)۔[8]

اہم فصلیں:

کپاس:

کپاس کی پیداوار گذشتہ برس کی 10.7 ملین گانٹھوں کے مقابلے میں مالی سال 18ء کے دوران بڑھ کر 11.9 ملین گانٹھیں ہوگئی۔ اس بہتری کو پنجاب میں کپاس کے پیداواری علاقے کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافے سے بڑی حد تک منسوب کیا جاسکتا ہے (**جدول 2.2**)۔ مزید برآں، ملکی منڈی کا کپاس کی درآمدات سے محفوظ رہنا کاشتکاروں کے اعتماد میں اضافے کا سبب بنا[9]۔ سندھ میں مالی سال 18ء کے دوران پیداواریت میں 9.2 فیصد اضافے کی وجہ سے کپاس کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوگیا، باوجود اس کے کہ بوائی کے ابتدائی مرحلے میں پانی کی کمی کی وجہ سے زیرِ کاشت رقبہ کم ہوگیا تھا، بالخصوص سندھ کے زیریں علاقوں میں۔ یہ بلند یافت بہتر آگہی ہونے اور کیڑے مار ادویات کے استعمال کی مرہونِ منت ہے۔

[5] ماخذ: محکمہ زراعت حکومتِ پنجاب۔

[6] مئی 2018ء تک۔

[7] زرِاعانت کی شرائط اور انتخاب کا معیار 50 ایکٹر اراضی تک ہے۔ صرف 20 فیصد منتخب کاشتکار وہ ہیں جن کی اراضی کی ملکیت 12.5 سے 50 ایکٹر ہے جبکہ باقی تمام کاشتکار 12.5 ایکٹر رقبے سے کم ملکیت رکھنے والے ہیں۔

[8] اسٹیٹ بینک کے جائزے کے مطابق بینکوں نے مالی سال 18ء میں زرعی قرضے کی طلب کو 72 فیصد پورا کیا اس کی بہ نسبت گذشتہ برس یہ شرح 57 فیصد تھی۔

[9] جولائی تا دسمبر 2017ء کے دوران حکومت نے درآمدی کپاس پر 4 فیصد ٹیرف اور 5 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا۔ جنوری 2018ء میں ملکی فصل کی کٹائی مکمل ہونے پر یہ اقدامات واپس لے لیے گئے۔

لیکن پھر بھی کپاس کا پیداواری ہدف 13.6 ملین گانٹھیں نہ صرف حاصل نہ ہو سکا بلکہ اس کی پیداوار ٹیکسٹائل شعبے کی ضرورت 13.2 ملین گانٹھوں سے بھی کم رہی۔[10] اس کارکردگی کے پیچھے دو عوامل کارفرما ہیں: الف) مسابقتی فصلوں کی پُرکشش نفع آوری کی وجہ سے گذشتہ کئی برسوں سے بالخصوص پنجاب کے کپاس پیدا کرنے والے اضلاع میں کپاس کے زیرِ کاشت رقبے میں تبدیلی، اور ب) کپاس کی فی ہیکٹر یافت اب بھی مالی سال 15ء کی سطح سے کم ہے، جس سے یافت میں مزید بہتری کا امکان ظاہر ہوتا ہے۔ پھائے کے کپڑے کے خراب معیار سے کپاس درآمد کرنے کی بھی ان عوامل کے ساتھ حوصلہ افزائی ہوئی ہے تاکہ قدرِ اضافی ٹیکسٹائل مصنوعات کو تقویت ملے، مالی سال 18ء میں خام کپاس کی 3.6 ملین گانٹھیں درآمد کی گئیں جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 17ء کے دوران یہ درآمدی حجم 2.9 ملین گانٹھیں تھا۔

جدول 2.2 : پنجاب میں کپاس کی پیداوار کے بڑے اضلاع میں خریف کی فصلوں کے رقبے میں حصّہ*

فیصد

	کپاس	گنا	چاول	مکئی
م س13ء	76.5	10.1	7.8	5.6
م س14ء	72.6	11.1	9.5	6.8
م س15ء	70.0	9.6	10.5	9.9
م س16ء	70.2	10.5	10.8	8.5
م س17ء	64.9	13.7	13.0	8.4
م س18ء	68.3	14.5	12.0	5.2

اعداد و شمار کا ماخذ: فصلوں کی رپورٹنگ کے صوبائی مراکز

* شامل اضلاع: بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر، وہاڑی، لودھراں، خانیوال، راجن پور، ملتان، مظفر گڑھ، ڈی جی خان، ساہیوال۔

گنا:

مالی سال 18ء کے دوران گنے کی پیداوار 82.1 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح تک جا پہنچی۔ علامتی قیمتوں کے باعث بلند تقابلی منافع، مالی سال 17ء میں مل مالکان کی کاشتکاروں کو بروقت ادائیگیاں، اور فصل کی لچک دار نوعیت کے نتیجے میں خریف کی فصلوں کا زیرِ کاشت رقبہ گنے پر منتقل ہو گیا۔ خریف کی گذشتہ چھ فصلوں کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ کپاس کی پیداوار کے بڑے علاقوں میں گنے کا زیرِ کاشت رقبہ مالی سال 13ء میں 10.1 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 18ء میں 14.5 فیصد تک جا پہنچا۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو تمام صوبوں خصوصاً پنجاب کے جنوبی اضلاع میں زیرِ کاشت رقبہ بڑھانا بہتر فصلی کارکردگی پر منتج ہوا (**جدول 2.3**)۔

اس سے قطع نظر گذشتہ برسوں میں علامتی قیمتوں کی پالیسی اور نتیجتاً فصلوں کی بھرپور پیداوار کے باعث شوگر ملوں میں چینی کے ذخائر مستقل بڑھتے رہے۔ جون 2017ء کے 4.5 ملین ٹن کے مقابلے میں جون 2018ء کے اختتام پر صوبوں کے پاس چینی کے ذخائر 4.9 ملین ٹن ہو گئے۔[11] ملک میں چینی کی صرف پیداواری سطح سے کم ہونے اور زرِ اعانت کے بغیر اس جنس کا برآمدات کے سلسلے میں مسابقت سے عاری ہونا چینی کے ذخائر میں مزید اضافے کا سبب بنا۔ سندھ کی شوگر ملوں نے بھی گنے کی قیمتوں میں کمی کی توقع پر کچھ وقت کے لیے اپنی پیداواری سرگرمیاں معطل کر دی تھیں۔ اس کے نتیجے میں کٹائی کے بعد کے موسم میں کاشتکاروں کو ادائیگیوں میں تاخیر ہوئی۔ کاشتکاروں کو بھی بڑے خسارے کا سامنا کرنا پڑا: صوبہ پنجاب میں انہیں 180 روپے فی 40 کلو گنے کے سرکاری نرخ کے بجائے 120 روپے فی 40 کلو ادائیگی کی گئی۔[12] چنانچہ کاشتکاروں کو ادائیگی میں تاخیر اور چینی کی برآمدات پر زرِ اعانت کی بلند لاگت کے پیشِ نظر علامتی قیمتوں کے طریقہ کار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ مالی سال 18ء میں گنے کی فصل کے موسم میں عدم ادائیگی کے مسائل اور اس کے نتیجے میں کاشتکاروں اور مل مالکان کے درمیان پیدا ہونے والا تنازعہ بھی مالی سال 19ء میں گنے کی فصل کی کارکردگی کو متاثر کر سکتا ہے۔

جدول 2.3: گنے کی فصل کی کارکردگی

	رقبہ (ملین ہیکٹر)		پیداوار (ملین ٹن)		یافت (کلو فی ہیکٹر)	
	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
پنجاب	0.8	0.9	49.6	55.1	63,786	64,099
سندھ	0.3	0.3	18.2	20.6	56,660	61,842
خیبر پختونخوا	0.1	0.1	5.6	6.4	47,460	43,131
پاکستان	**1.2**	**1.3**	**73.4**	**82.1**	**60,309**	**61,207**

اعداد و شمار کا ماخذ: ایم این ایف ایس آر

[10] کپاس کا ماہانہ جائزہ، جون 2018ء، مرکزی کپاس کمیٹی پاکستان۔

[11] وزارت صنعت و پیداوار۔ یہ اعداد و شمار 12 جولائی 2018ء تک کے ہیں۔

[12] سپارکو پاکستان، ماہانہ بلیٹن، والیم 8، شمارہ 3، مئی 2018ء

چاول

چاول کی فصل میں 8.8 فیصد نمو ہوئی، جس سے اس کی پیداوار 7.5 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح پر جا پہنچی، لہٰذا مالی سال 18ء میں اس کا 6.8 ملین ٹن کا پیداواری ہدف بآسانی حاصل ہو گیا۔ مالی سال 18ء میں چاول بڑی برآمدی جنس کے طور پر کاشتکاروں کے لیے ایک پُرکشش فصل بن کر ابھری، جو اس امر سے واضح ہے کہ اس کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ ہو گیا (بالخصوص سندھ میں جہاں چاول کی پیداوار میں دوہندسی نمو ہوئی)۔ پنجاب کے شمالی علاقوں میں بھی باسمتی چاول کے زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں، سندھ میں چاول کی نئی مخلوط قسم کے لیے اضافی زیرِ کاشت رقبہ مختص کیا گیا، جو چینی انٹرپرائزز کے ساتھ مشترکہ تحقیق کے معاہدوں کے تحت عمل میں آیا، اس کی وجہ سے صوبے میں چاول کی یافت بڑھانے میں مدد ملی (**جدول 2.4**)۔

جدول 2.4: چاول کی فصل بلحاظِ معیار، رقبہ اور پیداوار

	پنجاب			سندھ		
	م س17ء	م س18ء	نمو	م س17ء	م س18ء	نمو
	رقبہ (ملین ہیکٹر)					
باسمتی	1.35	1.42	4.70	0.05	0.06	8.24
اری	0.15	0.13	-7.23	0.33	0.35	5.46
مخلوط قسم	-	-	-	0.34	0.39	14.61
کُل	**1.74**	**1.84**	**6.01**	**0.75**	**0.83**	**10.38**
	پیداوار ملین ٹن					
باسمتی	2.52	2.82	11.58	0.08	0.08	-1.80
اری	0.39	0.36	-7.48	0.93	0.88	-5.54
مخلوط قسم	-	-	-	1.63	1.86	14.30
کُل	**3.48**	**3.90**	**12.17**	**2.66**	**2.85**	**7.08**

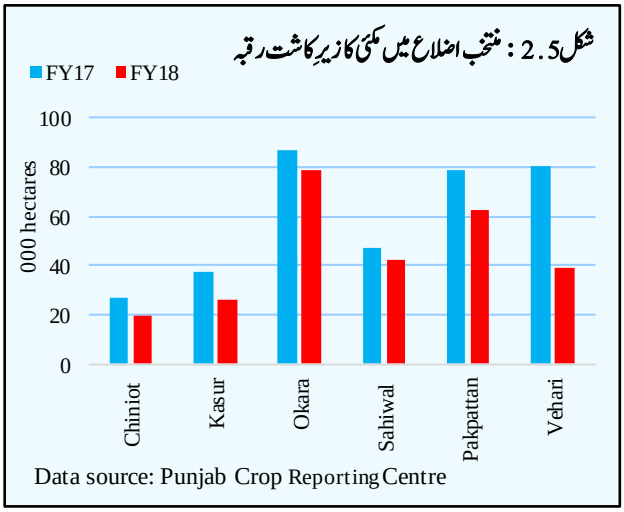
اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

عالمی سطح پر بلند قیمتوں اور پیداواری عمل اور پیکنگ میں بہتر سرمایہ کاری کے باعث اس سال چاول کی برآمدات حوصلہ افزا رہی (**باب 6**)۔ آگے چل کر معیاری چاول کی بڑھتی ہوئی ملکی طلب کو پورا کرنے اور یورپی یونین، جس نے چاول کی فصلوں پر ٹرائی سائیکلازول (پھپھوندی کش) نامی کیڑے مار دوا کے زائد استعمال کی وجہ سے بھارت سے چاول درآمد کرنے پر پابندی عائد کر رکھی ہے، میں برآمدات کے موقعوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے چاول کی پیداوار میں تیزی لانے کی ضرورت ہے۔

گندم

گندم کی پیداوار مالی سال 17ء کے مقابلے میں 4.4 فیصد کمی کے بعد مالی سال 18ء میں 25.5 ملین ٹن رہ گئی۔ گنے کی کٹائی میں تاخیر کی وجہ سے سندھ اور پنجاب میں گندم کی فصل کی بوائی میں دیر ہوئی، جس کی وجہ سے گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں 2.5 فیصد کمی ہوئی۔[13] مزید برآں، پنجاب کے بارانی علاقوں میں بہت کم بارشوں کی وجہ سے اس کی پیداوار متاثر ہوئی، جبکہ آبپاشی سے منسلک اضلاع میں پانی کی اوسط سے کم دستیابی کے باعث گندم کی پیداوار بری طرح متاثر ہوئی۔ اسی طرح پنجاب کے بیشتر علاقوں میں فاسفیٹ کے کم استعمال کی وجہ سے یافت کم ہو گئی۔

شکل 2.5 : منتخب اضلاع میں مکئی کا زیرِ کاشت رقبہ



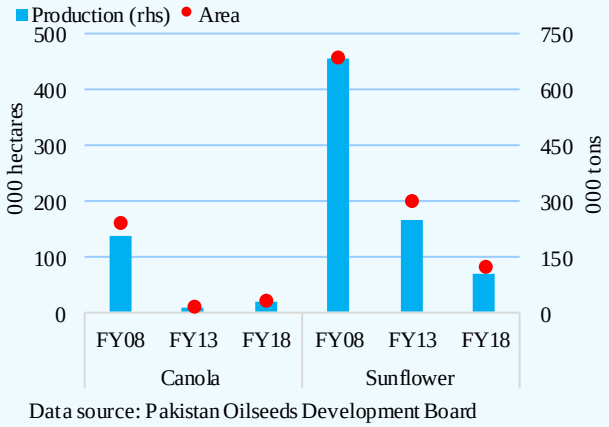
تاہم مالی سال 18ء میں گندم کی پیداوار ملکی طلب سے زیادہ رہی۔ مالی سال 18ء میں 5.92 ملین ٹن گندم خریدی گئی،[14] اس طرح جون 2018ء کے اختتام پر گندم کے ذخائر 10.7 ملین ٹن تک جا پہنچے جبکہ گذشتہ برس کے اسی دورانیے

[13] گنے کے بڑے پیداواری علاقوں میں گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی دیکھی گئی، جیسے بہاولپور ڈویژن (بہاولپور، رحیم یار خان، بہاول نگر)۔

[14] ماخذ: سالانہ منصوبہ، صوبائی محکمہ خوراک اور پاسکو۔

میں یہ ذخائر 9.3 ملین ٹن تھے۔[15] زرِاعانت کی حامل گندم برآمد ہونے سے مالی سال 18ء کے اختتام پر اس کے ذخائر میں تھوڑی سی کمی واقع ہوئی، کیونکہ اِس سال 1.2 ملین ٹن گندم برآمد ہوئی اور مالی سال 17ء میں صرف 4 ہزار ٹن گندم برآمد کی گئی تھی۔ آئندہ مہینوں میں ایشیا اور افریقہ میں گندم کی طلب بڑھنے کے نتیجے میں برآمدات کے اور زیادہ مواقع متوقع ہیں۔ علاوہ ازیں، گندم برآمد کرنے والے بڑے ممالک (جیسے آسٹریلیا، روس اور یورپی یونین)، میں کم پیداوار کی پیش گوئی کی بنا پر گندم کی عالمی قیمتوں میں اضافہ متوقع ہے، جس سے پاکستان کو اپنے گندم کے فاضل ذخائر اچھی قیمتوں پر برآمد کرنے کا موقع ملے گا۔[16]

شکل 2.6 : سورج مکھی اور کنولا کی فصلی کارکردگی



Data source: Pakistan Oilseeds Development Board

مکئی

مالی سال 18ء میں مکئی کی پیداوار 7.1 فیصد کم ہو کر 5.7 ملین ٹن رہ گئی۔ اس کے باوجود مکئی کے زیرِ کاشت رقبے اور پیداوار کے اہداف حاصل ہو گئے۔ پنجاب میں مکئی پیدا کرنے والے اضلاع جیسے چنیوٹ، قصور، اوکاڑہ، ساہیوال، پاک پتن اور وہاڑی میں اس فصل کی پیداوار میں بڑی حد تک کمی واقع ہوئی (**شکل 2.5**)۔ ایسا اس لیے ہوا کہ زیرِ کاشت رقبے کے اختصاص کو مسابقتی فصلوں جیسے چاول، کپاس اور گنے پر منتقل کر دیا گیا تھا۔

اس فصل کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی کے باوجود اس کی یافت میں بڑی حد تک بہتری آئی جس کی وجہ بوائی میں مخلوط بیج کا استعمال تھا، اسے کُل زیرِ کاشت رقبے میں سے 65 فیصد پر بویا گیا تھا۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ مکئی کی پیداوار بنیادی طور پر مرغیوں کی خوراک اور ڈیری کا چارہ بنانے میں صرف ہوتی ہے، (65 فیصد مکئی پولٹری کی خوراک میں استعمال ہوتی ہے) مرغیوں کی خوراک کی طلب سے مستقبل میں مکئی کی بلند تر پیداوار متوقع ہے۔

دیگر فصلوں میں دالوں اور روغنی بیجوں کی پیداواری کارکردگی نسبتاً بہتر رہی۔ دالوں کی سب سے بڑی فصل دال چنا ہے، جس کی پیداوار میں 3.5 فیصد کا حوصلہ افزا اضافہ ہوا، اس کی بنیادی وجہ زیرِ کاشت رقبے میں کمی کے باوجود یافت میں اضافہ ہے۔ گذشتہ برسوں میں دالوں بشمول ماش، مونگ اور مسور کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے، جس کی وجہ زیرِ کاشت رقبہ بڑھنا اور پیداواری تبدیلیاں تھیں (**جدول 2.5**)۔ بڑا غذائی جز ہونے کے ناتے دالوں کی طلب کو بڑی حد تک درآمدات سے پورا کیا جاتا ہے، جس سے زرِ مبادلہ ضائع ہوتا ہے۔[17] لہٰذا، دالوں کے تناظر میں ملکی پیداوار کی حوصلہ افزائی کے لیے معاون پالیسی کی ضرورت ہے۔

جدول 2.5 : دالوں کی کارکردگی

	پیداوار (000 ٹن)		رقبہ (000 ہیکٹر)	
	گرام	دیگر دالیں	گرام	دیگر دالیں
م س09ء	741	185	1081	247
م س13ء	496	101	1054	188
م س13ء	751	111	992	178
م س15ء	379	115	942	166
م س17ء	330	144	971	211
م س18ء	341	136	967	192

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت قومی تحفظ و غذائی تحقیق

[15] صوبائی فوڈ اتھارٹی اور پاسکو۔

[16] ماخذ: یو ایس ڈی اے، ایف اے ایس، غلّہ: عالمی منڈیاں اور تجارت، رپورٹ، 12 جولائی، 2018ء۔

[17] گذشتہ پانچ برسوں میں مالی سال 14 تا مالی سال 18ء کے دوران دالوں کی درآمدی مالیت اوسطاً 0.6 ارب ڈالر رہی تھی۔

دیگر فصلیں:

روغن دار بیج کے حوالے سے کنولا بیج کی پیداوار مالی سال 17ء کے 16000 ٹن سے بڑھ کر مالی سال 18ء میں 30000 ہزار ٹن تک جا پہنچی، اس کا سبب نقد زرِ اعانت کے باعث زیرِ کاشت رقبے کا دوگنا ہو جانا ہے۔ یہ چھ برسوں کی بلند ترین پیداوار ہے۔ دوسری جانب سورج مکھی کی پیداوار تھوڑی سی کم ہوئی جس کی وجہ اس کے زیرِ کاشت رقبے میں 4.7 فیصد کی کمی آنا ہے (**شکل 2.6**)۔ زیرِ کاشت رقبے کے اختصاص کی زیادہ نفع آور فصلوں پر منتقلی کو بھی اس کمی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

جدول 2.6: لائیواسٹاک میں قدرِ اضافی

ارب روپے

	م س 17ء ن	م س 18ء ع	نمو م س 17ء	نمو م س 18ء
الف۔ خام پیداوار	1,611	1,666	3.4	3.4
مذبح کے لیے فروخت کردہ مویشی	370	381	2.9	2.9
قدرتی نمو اور نو پیداوار	231	238	2.9	3.0
لائیواسٹاک مصنوعات	847	872	2.9	2.9
پولٹری مصنوعات	163	175	7.7	7.8
ب۔ درمیانہ صرف	292	299	5.6	2.7
ج۔ خام قدرِ اضافی (الف منہاب)	1,319	1,367	2.9	3.6
د۔ خام قدرِ اضافی *	8	10	14.6	31.1
ہ۔ کل خام قدرِ اضافی	**1,327**	**1,377**	**2.9**	**3.8**

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، مویشیوں کی نگہداشت اور شکار

مالی سال 18ء میں گلّہ بانی کے شعبے – جس کا زرعی شعبے کے اضافۂ قدر میں 59 فیصد حصہ ہے – میں 3.8 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ مالی سال 17ء میں یہ نمو 2.9 فیصد تھی۔ اس بہتر کارکردگی کو گلّہ بانی کی مصنوعات (دودھ، گوشت، اون کھالیں وغیرہ) اور پولٹری مصنوعات (انڈے اور مرغیوں کا گوشت)، سے منسوب کیا گیا، جس میں طلب بڑھنے کی وجہ سے بالترتیب 2.9 فیصد اور 7.8 فیصد کی نمو ہوئی (**جدول 2.6**)۔ گلّہ بانی کی پیداوار کے تناظر میں مویشیوں کی بین نسلی پیداوار اور مویشیوں کی صحت اور بڑی بیماریوں سے حفاظت فراہم کرنے کے پروگراموں کے اقدامات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بالخصوص، 726 ملین روپے مالیت سے بیماریوں کی روک تھام کے قومی پروگرام کا آغاز کیا گیا، تاکہ مویشیوں میں منہ کھر کی بیماری پر قابو پاکر مویشیوں کی صحت بہتر بنائی جائے۔[18] اس پروگرام کا مقصد علاج کی غرض سے تشخیصی استعداد کو مضبوط بنانا اور ملک کے مویشیوں میں پائی جانے والی ایک بڑی بیماری پر قابو پانا بھی ہے۔

گلّہ بانی کی پیداوار سے برآمدات کے مواقع بھی پیدا ہوئے ہیں۔ بالخصوص، مالی سال 18ء میں گوشت اور گوشت کی مصنوعات کی برآمدات میں 3.7 فیصد کی تھوڑی سی بہتری آئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 19.5 فیصد کی کمی واقع ہوئی تھی (**شکل 2.7**)۔ حلال تصدیق نامے کا اجرائی عمل مضبوط ہو جانے کی بنا پر برآمد کنندگان کو خلیج تعاون تنظیم کے ممالک کی چند منڈیوں جیسے بحرین، کویت، عمان اور متحدہ عرب امارات تک رسائی مل گئی تھی۔[19] آگے چل کر گوشت کی مصنوعات کا برآمدی حجم مزید وسیع کیا جاسکتا ہے، جس کے لیے متنوع غیر ملکی منڈیوں تک رسائی کے حصول کی غرض سے مصنوعات کا معیار بہتر بنانے کی جانب زیادہ توجہ دینی اور مزید اقدامات کرنا ہوں گے۔ مزید برآں، مویشیوں کی آبادی کے بارے میں معلومات بروقت فراہمی کیے جانے ضرورت ہے، جو وفاقی / صوبائی سطح پر معقول پالیسیاں مرتب کرنے کے ضمن میں اہم ہے۔ اس محاذ پر پنجاب میں 2018ء کی مویشی شماری ایک خوش آئند پیش رفت ہے، جس سے مویشیوں کی زرخیزی، فی یوم دودھ کی دستیابی اور مویشیوں کی تعداد اور صحت کے بارے میں مصدقہ اعداد و شمار حاصل ہوتے ہیں۔[20]

[18] لائیواسٹاک ونگ، وزارتِ قومی غذائی تحفظ و تحقیق۔

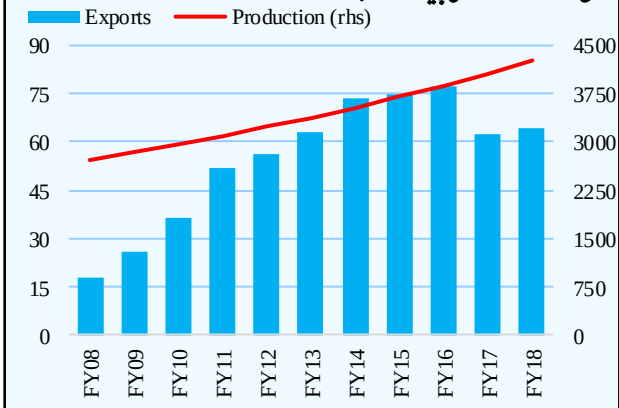
[19] مالی سال 18ء میں محکمہ گلّہ بانی اور نجی فرموں نے مستقبل میں گوشت اور گوشت کی مصنوعات کی برآمدات کے سلسلے میں چین اور روس کی منڈیوں تک رسائی حاصل کی۔ مالی سال 18ء میں یو اے ای نے جو پاکستانی درآمدات پر عائد پابندی اٹھائی تھی، وہ پولٹری کی برآمدات کے حوالے سے ایک اور بیش قیمت موقع ہے۔

[20] ورچوئل گورننس پروگرام کے تحت منعقد کیا گیا، جہاں نظام کو بروقت اعداد و شمار فراہم کیے گئے۔ 9211 ورچوئل گورننس نظام پنجاب بھر میں گلّہ بانی کے لاکھوں کاشتکاروں کے اعداد و شمار محفوظ رکھنے کا نظام ہے، جس میں گلّہ بانی کی تفصیلات اور محکمہ لائیواسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کی جانب سے فراہم کردہ خدمات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ اپلی کیشن کاشتکاروں کو مویشی ماہرین سے رابطے میں مدد فراہم کرتی ہے جو مختلف مویشیوں کے حوالے سے تکنیکی مشورے دیتے ہیں۔

2.3 صنعت

مالی سال 17ء کے 5.4 فیصد کے مقابلے میں صنعتی شعبے کی نمو مالی سال 18ء میں 5.8 فیصد ہو گئی، تاہم یہ 7.3 فیصد کے مقررہ ہدف سے کم رہی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ نمو میں اضافہ وسیع البنیاد رہا۔ بالخصوص اس شعبے کی مجموعی نمو میں بڑا کردار بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور تعمیرات نے ادا کیا۔ دریں اثنا، بجلی کی پیداوار اور گیس کی تقسیم نے اس ہدف کے حاصل نہ ہونے میں کردار ادا کیا، صنعتی شعبے کی نمو میں ان ذیلی شعبوں کا حصہ محض 0.2 فیصد تھا جبکہ مالی سال 18ء کی سالانہ منصوبہ بندی میں اس کا ہدف 1.1 فیصد مقرر کیا گیا تھا (**شکل 2.8**)۔ ایسا بجلی کی پیداوار میں اضافے کے باوجود ہوا۔ خام مال کی قیمتوں میں بڑی حد تک اضافہ اس ذیلی شعبے کی پیداواری لاگت بڑھانے پر منتج ہوا۔ دوسری جانب بجلی کی قیمتوں میں جزوی ردوبدل کے باعث محاصل کی نمو میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ نتیجتاً درمیانی لاگتِ صرف بڑھنے کے ساتھ ساتھ پست پیداواری قیمتیں (جو کہ بجلی کی ہیں) اس ذیلی شعبے کی پست تر اضافۂ قدر پر منتج ہوئیں۔

شکل 2.7 : گوشت کی پیداوار اور برآمد

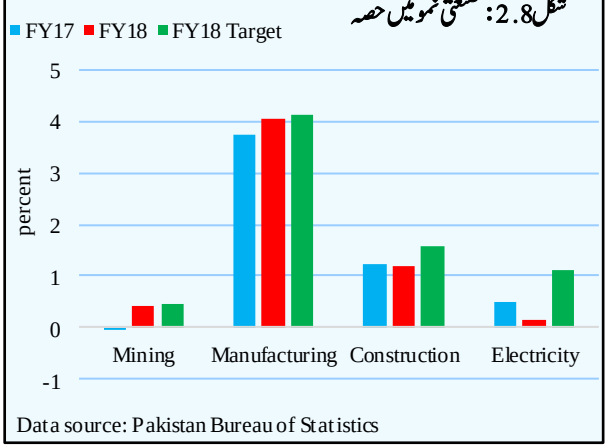


Data source: Pakistan Bureau of Statistics and Economic Survey

بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں ہونے والی نمو کو جن عوامل سے منسوب کیا جاسکتا ہے ان میں توانائی کی بلا رکاوٹ رسد، پست لاگتی مالکاری، بہتر کاروباری احساسات اور بلند کاروباری اخراجات شامل ہیں۔ بالخصوص، بجلی اور انفراسٹرکچر پر سرکاری شعبے کے زائد اخراجات نے تعمیرات سے منسلک سیمنٹ اور فولاد سازی کے شعبوں کی نمو کو مہمیز بخشی۔ اس کے ساتھ ساتھ دیہی آبادی کی آمدنی میں اضافے نے پائیدار صارفی اشیا کی طلب کو بھی بڑھا دیا، جس کی وجہ بہتر زرعی پیداوار ہے۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کا صنعتی شعبے کی پیداواری نمو میں کلیدی کردار رہا۔ سیمنٹ اسٹیل اور پیٹرولیم کی صنعتوں نے بڑھتی ہوئی استعداد اور بھرپور طلب کا فائدہ اٹھایا جبکہ سگریٹ اور گاڑی سازی کی صنعتوں نے استعداد کے بلند استعمال سے استفادہ کیا۔ مالی سال 18ء کی کارکردگی موافق رہی تاہم کھاد سازی اور چینی کی صنعت کی کارکردگی اس کے برخلاف رہی۔ کھاد سازی کے چھوٹے یونٹس کو ملکی گیس کی رسد ملی نہیں اور درآمدی آر ایل این جی پر پیداوار ان کے لیے غیر نفع بخش بن گئی۔ اس کی وجہ سے ان یونٹس کی پیداواری سرگرمیاں تقریباً بند رہیں۔ دریں اثنا، چینی کی پست عالمی قیمتوں کا بالواسطہ اثر چینی کی ملکی صنعت پر پڑا۔ وہ چینی ساز جن کے پاس پہلے ہی وافر ذخائر موجود تھے، انہوں نے گنے کی موجودہ علامتی قیمتوں پر بڑی مقدار میں گنے کی کچل کاری سے گریز کیا کیونکہ ان قیمتوں کی وجہ سے عالمی منڈی میں ملکی صنعت مسابقت کی حامل نہیں رہی۔

شکل 2.8: صنعتی نمو میں حصہ



Data source: Pakistan Bureau of Statistics

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

مالی سال 18ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 5.4 فیصد کی نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 17ء میں یہ نمو 5.8 فیصد رہی تھی (**جدول 2.7**)۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو کو پنپنے میں سہولت فراہم کرنے میں یہ اہم عوامل شامل ہیں: توانائی کی رسد میں بہتری کے باعث استعداد کا زائد استعمال، پست لاگتی مالکاری کے سبب قرضوں کا زائد استعمال، تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے کی وجہ سے منسلکہ صنعتوں کی پیداوار میں مہمیز آنا اور معاون کاروباری ماحول پیدا ہونا۔

مجموعی طور پر بڑے پیمانے کی اشیاسازی نے حوصلہ افزا کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جس میں نمایاں کردار تعمیرات سے منسلکہ اور پائیدار صارفی اشیا کی صنعتوں نے کیا۔ تاہم چینی کی صنعت گنے کی ریکارڈ پیداوار سے استفادہ کرنے سے قاصر رہی۔ یہ صورتِ حال گذشتہ برس سے بالکل مختلف ہے، کیونکہ اس میں چینی کی صنعت نے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی مجموعی نمو میں بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ نتیجتاً مالی سال 18ء کے دوران علاوہ از چینی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو 6.5 فیصد کی قابل ستائش سطح پر رہی، جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس یہ نمو 3.5 فیصد رہی تھی۔

جدول 2.7: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں نمو

	وزن	نمو		نمو میں حصہ	
		م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	70.3	5.8	5.4	-	-
ٹیکسٹائل	20.9	0.8	0.4	0.2	0.1
سوتی دھاگہ	13.0	0.7	0.1	0.1	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.4	0.0	0.0	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	8.1	23.9	0.0	0.0
غذا	12.4	11.7	2.8	2.4	0.6
چینی	3.5	37.8	-6.8	2.5	-0.6
سگریٹ	2.1	-35.8	72.0	-0.7	0.8
سبزیاں	1.1	3.1	2.1	0.0	0.0
نباتی گھی	2.2	2.7	0.0	0.1	0.0
سافٹ ڈرنکس	0.9	13.7	8.4	0.4	0.2
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	2.8	13.2	0.2	0.8
فولاد	5.4	20.5	21.8	0.7	0.8
غیر دھاتی معدنیات	5.4	4.4	11.0	0.5	1.2
سیمنٹ	5.3	4.5	11.1	0.5	1.2
گاڑیاں	4.6	11.2	17.8	0.7	1.2
جیپ اور کاریں	2.8	5.4	21.4	0.2	0.7
کھاد	4.4	1.7	-9.9	0.1	-0.6
دواسازی	3.6	9.1	2.9	0.8	0.3
کاغذ	2.3	9.6	9.4	0.3	0.3
الیکٹرانکس	2.0	21.6	32.4	0.4	0.6
کیمیکل	1.7	-2.3	-0.2	-0.1	0.0
کاسٹک سوڈا	0.4	-0.6	20.7	0.0	0.1
چمڑے کی مصنوعات	0.9	-16.5	-0.2	-0.3	0.0
علاوہ از چینی	66.8	3.5	6.5		

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

فولاد سازی

مالی سال 18ء کے دوران فولاد سازی کی صنعت میں 21.8 فیصد کی قابل ذکر نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس یہ نمو 20.5 فیصد رہی تھی۔ طلب اور رسد دونوں اطراف کے عوامل نے اس کارکردگی میں کردار ادا کیا۔ طلب کے اعتبار سے انفراسٹرکچر کے منصوبوں، مکاناتی اسکیموں اور گاڑی سازی کی صنعت اور گھریلو استعمال کے آلات سے پیدا ہونے والی فولاد کی طلب زیادہ رہی۔ جبکہ رسدی لحاظ سے گذشتہ برس عائد ہونے والی اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیوں کی وجہ سے بڑے فریقوں کو یہ موقع ملا کہ وہ استعداد کاری کے ذریعے منڈی میں اپنا حصہ بڑھا سکیں۔ استعداد بڑھانے کے ساتھ ساتھ دیگر عوامل بھی منڈی پر اثرانداز ہوئے (مثلاً، بجلی فراہمی کی بہتر صورتِ حال توانائی استعمال کنندہ صنعت کے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی)۔ **باکس 2.1** میں اس شعبے کی حالیہ پیش رفت کا عمومی جائزہ پیش کرنے کی غرض سے اس صورت حال کو تفصیلی طور پر بیان کیا گیا ہے۔

باکس 2.1: پاکستان میں فولاد سازی کے شعبے کی صورتِ حال

پاکستان میں فولاد سازی کے ادارے اس شعبے کی پیداواری استعداد کو وسعت دینے اور مصنوعات کے معیار بڑھانے کی غرض سے خاطر خواہ سرمایہ کاری کررہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ملکی طلب میں اضافہ ہے۔ یہ صنعت پیداواری تخفیف کے اُس مرحلے سے نکل چکی ہے جو مالی سال 15ء میں پاکستان اسٹیل ملز کی بندش سے شروع ہوا تھا، اور اس صنعت میں مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء کے دوران 20 فیصد سے زائد کی حوصلہ افزا نمو ہوئی۔

فولادی مصنوعات کو عام طور پر چار وسیع اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے: لمبی فولادی مصنوعات (ری رولڈ بارز)، چپٹی فولادی مصنوعات جیسے ہاٹ رولڈ کوائلز، کولڈ رولڈ کوائلز اور ہاٹ ڈپڈ گیلونائزڈ کوائلز سڑکوں کی تعمیر میں استعمال کے لیے پائپ وغیرہ اور نیم تیار مصنوعات جو دوسرے اشیاسازوں کو فروخت کی جاتی ہیں یا تیار مصنوعات بنانے کے لیے اندرون خانہ صرف ہوتی ہیں۔ **جدول 2.1.1** میں نجی شعبے کے بڑے فولاد ساز اداروں کی فہرست اور ان کی مصنوعات کی تفصیلات درج ہیں۔

مجموعی طور پر ملکی اشیاساز ادارے گیلونائزڈ اور کولڈ رولڈ کوائلز کی بالترتیب تقریباً50 سے60 فیصد کُل ملکی طلب کو پورا کرتے ہیں۔ فولاد کی ملکی ریکارڈ پیداوار کے باوجود بلند درآمد ملک میں فولادی مصنوعات کی بلند طلب کو ظاہر کرتے ہیں۔

طلبی اعتبار سے چار عوامل نمایاں ہیں، اوّل، کار سازی، دفاع، ٹرانسپورٹ اور گھریلو آلات کے شعبوں میں استعمال ہونے والی فولادی اشیا کے لیے اب صارفین کی تعداد متحرک ہے۔ دوم، مجموعی صنعتی سرگرمیوں میں اضافے سے مزید گنجائش پیدا ہوئی ہے کیونکہ تعمیرات سے منسلک صنعتیں اپنی استعداد کاری کے لیے بھرپور سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔ سوم، آبادی میں اضافے کی وجہ سے مکانوں کی کمی ہوگئی ہے، جسے پورا کرنے کی غرض سے نجی مکاناتی منصوبے شروع کئے جارہے ہیں۔ چہارم، سرکاری شعبے کے بلند اخراجات اور سی پیک سے متعلقہ انفراسٹرکچر منصوبے فولاد کی طلب میں مزید اضافہ کررہے ہیں۔ آگے چل کر یہ چار تبدیلیاں فولاد کی مجموعی طلب کو بڑھاتی رہیں گی۔

جدول 2.1.1 : ملکی فولادسازی کی صنعت کے بڑے فریق

بڑے فریق	اہم مصنوعات	م س18ء میں استعداد کا استعمال (فیصد)	موجودہ استعداد (ہزار ٹن)	وسعت کے بعد متوقع استعداد (ہزار ٹن)	نئی استعداد کی آن لائن تاریخ
عائشہ اسٹیل ملز لمیٹڈ	سی آر سی اور منصوبہ جاتی گیلونائزڈ کوائلز	95	220 سی آر سی	450 سی آر سی؛250 گیلونائزڈ	وسط2019ء
امریلی اسٹیل لمیٹڈ	بارز اور بلٹس	85	425 اسٹیل ری بارز؛100 بلٹس	750 ری بارز؛600 بلٹس	وسط2019ء
کریسنٹ اسٹیل اور منسلکہ مصنوعات لمیٹڈ	فولادی پائپ (روڈ نیٹ ورک)	161	66.7 پائپڈ؛85 بلٹس	85	وسط2020ء
انٹر نیشنل اسٹیل لمیٹڈ	گیلونائزڈ کوائلز، سی آر سی، رنگ شدہ	72	462 گیلونائزڈ؛550 سی آر سی؛84 رنگ شدہ	462 گیلونائزڈ؛100 سی آر سی؛ 84 رنگ شدہ	اختتام2018ء
آتفاق آئرن انڈسٹریز لمیٹڈ	بلٹس اور ڈی فارمڈ بارز	44	120	120 (بلا منصوبہ)	-
مغل آئرن اور اسٹیل انڈسٹری لمیٹڈ	لانگ رولڈ بارز اور بلٹس	68	688	1000	اوائل2019ء

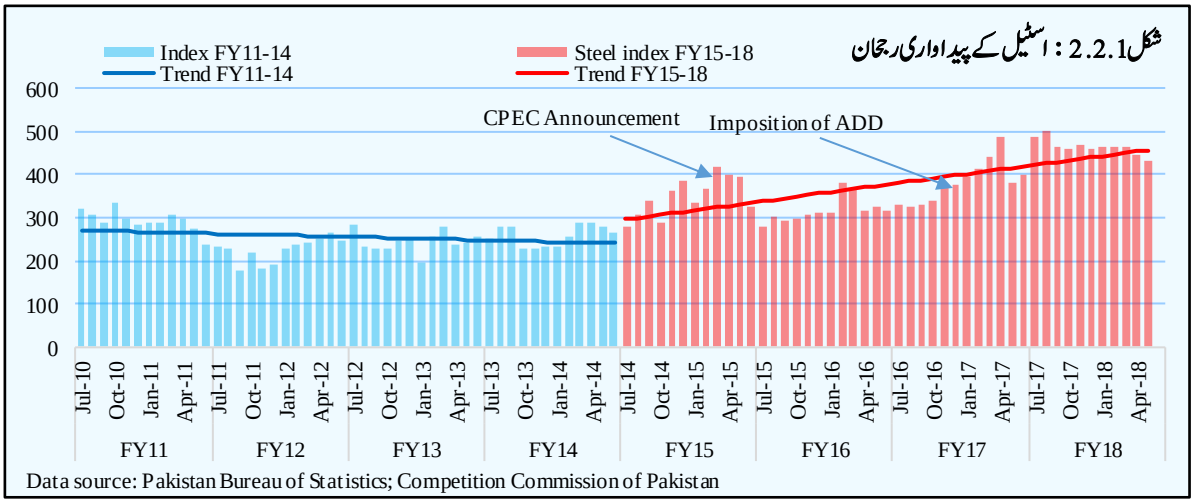
اعداد و شمار کا ماخذ: کمپنیوں کے مالی گوشوارے؛ پاکستان اسٹاک ایکس چینج

رسدی لحاظ سے ملکی فولاد ساز اداروں کو بالخصوص چین کی تیار شدہ درآمدی مصنوعات سے سخت مسابقت کا سامنا ہے۔ درآمدی فولادی مصنوعات قیمت اور معیار دونوں اعتبار سے مسابقت پر مبنی ہیں، جو بالخصوص چھوٹے ملکی فولاد ساز اداروں کی فروخت پر اثرانداز ہورہی ہیں، یہ ادارے اس صنعت کی بلند کاروباری لاگت اور دوہرے ٹیکسوں کی وجہ سے درآمدی مصنوعات کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ حالیہ دنوں میں حکومت کی جانب سے پہلے سے عائد ریگولیٹری ڈیوٹیز کے علاوہ اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی عائد ہونے سے اس صنعت کو تھوڑا سہارا ملا ہے (**شکل 2.2.1**)۔

طلب اور رسد کے تحرکات کے اس باہمی تعامل کی وجہ سے ملکی صنعت کو استعداد کاری اور مصنوعات کو متنوع بنانے کی خاطر سرمایہ کاری کی ترغیب ملی ہے۔ مثال کے طور پر، انٹر نیشنل اسٹیل نے مالی سال 15ء اور مالی سال 16ء میں اپنی کولڈ رولڈ کوائلز مصنوعہ کی پیداواری استعداد 250000 سے بڑھا کر 550000 کردی، جس کے لیے اس ادارے نے اپنی کمپیکٹ کولڈ رولنگ مل کو ٹوئن اسٹینڈ ریورسنگ مل میں تبدیل کردیا تھا۔ اسی طرح دوسری گیلونائزنگ لائن کا اضافہ کرنے بعد ان کی گیلونائزنگ استعداد 150000 ٹن سے بڑھ کر 460000 ٹن تک جاپہنچی۔ یہ ادارہ فی الوقت اپنی کولڈ رولڈ کوائلز استعداد کو 550000 ٹن سے بڑھا کر 1.0 ملین ٹن تک کرنے کے لیے کوشاں ہے، جس کی لاگت کا تخمینہ 5.6 ارب روپے ہے۔ دریں اثنا امریلی اسٹیلز نے اپنی مصنوعات کو متنوع بناتے ہوئے بلٹس اور ری بارز بھی بنانا شروع کردیے ہیں۔ پہلے ان کی ری بارز کی پیداواری استعداد 180000 سے بڑھ کر 300000 ہوئی اور بالآخر 425000 ہوگئی جبکہ بلٹس کی پیداواری استعداد 100000 سے بڑھ کر 600000 ہوگئی۔ آگے چل کر یہ ادارہ اپنی کولڈ رولڈ کوائلز کی پیداواری استعداد کو 750000 تک بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

عائشہ اسٹیلز بھی اپنی پیداواری سرگرمیوں میں اضافہ کررہی ہے۔ یہ ادارہ گیلونائزنگ اور کولڈ رولڈ کوائلز مصنوعات بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ 3.9 ارب روپے کی سرمایہ کاری سے اس کی کولڈ رولڈ کوائلز بنانے کی استعداد 220000 سے بڑھ کر 450000 ہوجائے گی جبکہ galvanized coils250000 بھی بنانا شروع کردیا ہے۔ آخر میں مغل اسٹیل اپنی پیداواری استعداد 690000 سے بڑھا کر ایک ملین ٹن کرنے کی غرض سے ایک ارب روپے کی سرمایہ کاری کررہا ہے۔

شکل 2.2.1 : اسٹیل کے پیداواری رجحان



Data source: Pakistan Bureau of Statistics; Competition Commission of Pakistan

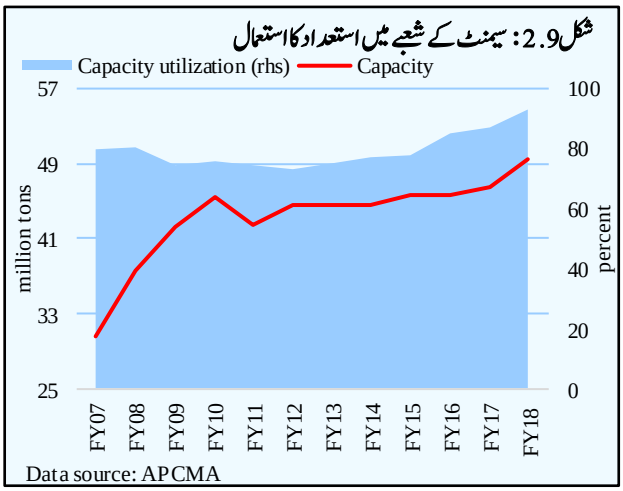
اس صنعت نے توازن، جدت اور تبدیلی (بی ایم آر) پر بھی توجہ مرکوز کی ہوئی ہے تاکہ کارکردگی کے فوائد حاصل کیے جاسکیں۔ مثلاً عائشہ اسٹیل نے اپنی پتلے گیج والی کولڈ رولڈ کوائلز کو بہتر کرنے کے لیے جرمنی سے رول گرائینڈر خرید کر نصب کیا، جبکہ مصنوعات میں زنگ کے خلاف مزاحمت بڑھانے کے لیے الیکٹرو اسٹیٹک آئل بھی نصب کیا گیا۔ امریلی اسٹیلز پرائیمیٹلز، بڑی عالمی انجینئرنگ اور پلانٹ تعمیر کرنے والی کمپنی، کے ذریعے ملنے والے ملٹی سلٹ رولنگ ٹیکنالوجی کا استعمال شروع کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے۔ دریں اثنا طلب کو پورا کرنے کے لیے کچھ فریق اپنی بجلی سازی کی استعداد بڑھا رہے ہیں۔ مثلاً مغل آئرن اینڈ اسٹیل نے 9.3 میگاواٹ کا گیس سے چلنے والا کیپٹو پاور پلانٹ شروع کر دیا ہے، اور بجلی کی پیداوار مزید بڑھانے کے لیے سوئی ناردرن گیس پائپ لائن کمپنی سے 1.8 ایم ایم سی ایف ڈی تا 2.8 ایم ایم سی ایف ڈی تک کی منظوری حاصل کر لی ہے۔

فولادی پائپ ساز ادارے فولاد سازی کی صنعت کے بڑے فریق ہیں، اور بڑھتی ہوئی طلب سے استفادہ کرتے ہوئے یہ ادارے اپنی استعداد سے بڑھ کر پیداوار کر رہے ہیں۔ ایسی بھی مثالیں موجود ہیں، جن میں کمپنیاں دوسری صنعتی سرگرمیوں (جیسے کپاس کے ریشے کی علیحدگی اور دھاگہ سازی) میں سرمایہ کاری کر رہی ہیں تاکہ اضافی منافع سے فولاد سازی کے شعبے میں سرمایہ کاری کی جاسکے۔ کریسنٹ اسٹیل کا فبریکیشن یونٹ گنا کاٹنے کی مشین، سینٹری فیوگل مشینیں، فوارہ آلات، ملٹی جیٹ کنڈینسر اور ہائی وولٹیج کنڈینسر ٹینکس جیسی متنوع مصنوعات بنا اور فراہم کر رہا ہے۔

یہ شعبہ درآمدی خام مال پر انحصار کم کرنے کی غرض سے بھی کوششیں تیز کر رہا ہے۔ اگرچہ اسکریپ کی درآمدات میں اضافہ جاری رہے گا (اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ملکی اسکریپ سے معیاری مصنوعات نہیں بنتی)، اس صنعت کے فریقوں نے بلٹس بنانے کی استعداد کاری شروع کر دی ہے، جسے بڑے پیمانے کے اشیاساز مزید عمل سے گزار کر لمبی شکل والی مصنوعات بناتے ہیں۔ مجموعی طور پر ملکی فولاد سازی کی صنعت کو حوصلہ افزا سرمایہ کاری اور پیداواری مہمیز سے فائدہ ہو رہا ہے۔ تاہم آگے چل کر جب نئی استعداد پیداواری عمل کا حصہ بن جائے گی تو بڑے پیمانے کے اشیاسازوں کی نفع آوری کا دارومدار حقیقی اور تعمیراتی شعبے کی مجموعی سرگرمیوں پر ہو گا۔

سیمنٹ

شکل 2.9 : سیمنٹ کے شعبے میں استعداد کا استعمال



Data source: APCMA

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو میں سیمنٹ کی صنعت کا حصہ 20 فیصد ہے، مالی سال 18ء کے دوران اس شعبے میں 11.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس یہ نمو 4.5 فیصد تھی (**شکل 2.9**)۔ اس صنعت کو استعداد سے زیادہ استفادہ کرنے اور پیداواری صلاحیت بڑھانے سے بھی فائدہ ہوا۔ اگرچہ مالی سال 18ء کے دوران اس صنعت کی پیداواری استعداد 6.6 فیصد بڑھ کر 49.4 ملین ٹن تک جا پہنچی ہے، تاہم اس کا صرف بھی 93.0 فیصد کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا ہے۔ اس سے صنعت کو بڑے پیمانے پر تعمیراتی سرگرمیوں کے باعث پیدا ہونے والی طلب کو پورا کرنے میں سہولت ملے گی، جیسا کہ ملک میں سیمنٹ کی ترسیل کے اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ سال کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں میں 15.4

جدول 2.8: گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار

	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	نمو	
				مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
تمام کاریں	**179,944**	**186,936**	**217,774**	**3.9**	**16.5**
کاریں 800 سی سی سے زائد	66,957	57,842	69,078	-13.6	19.4
کاریں 800 سے 1000 سی سی کے درمیان	26,276	35,313	49,848	34.4	41.2
کاریں 1000 سی سی سے کم	86,711	93,781	98,848	8.2	5.4
ٹرک	5,666	7,712	9,187	36.1	19.1
بسیں	1,070	1,118	784	4.5	-29.9
چھوٹی کمرشل گاڑیاں	35,836	24,265	29,055	-32.3	19.7
اسپورٹس یوٹیلٹی کی حامل گاڑیاں	773	3,530	13,364	356.7	278.6
ٹریکٹرز	34,914	53,975	71,894	54.6	33.2
موٹر بائیکس	1,362,096	1,632,965	1,926,688	19.9	18.0

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان آٹو موبائل مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن

فیصد اضافہ ہوا۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ لگاتار آٹھ برس تک سیمنٹ کی برآمد میں تخفیف ہونے کے بعد اس کے حجم میں 1.8 فیصد کا اضافہ ہوا (گذشتہ آٹھ برسوں میں اوسطاً 10 فیصد کی تخفیف)۔ اس اضافے کا سبب اس عرصے کے دوران افغانستان، جنوبی افریقہ، مڈغاسکر اور سینیگال کو سیمنٹ کی ترسیل میں خاطر خواہ اضافہ ہے۔

تاہم حالیہ برسوں میں سیمنٹ کی ملکی طلب برآمد سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 01ء تا 09ء کے دوران یہ صنعت اپنی تقریباً ایک چوتھائی سالانہ پیداوار برآمد کرتی تھی، جس کا حصہ اب کم ہو کر صرف دس فیصد رہ گیا ہے۔ سیمنٹ کی برآمدات میں کمی آنے کی وجہ اہم برآمدی مقامات جیسے جنوبی افریقہ اور افغانستان میں صنعتی یونٹس نصب ہونا ہے، جو اپنی صنعت کو تحفظ دینے کی خاطر بلند ٹیرف عائد کر سکتے ہیں۔

فولاد کی طرح سیمنٹ کی صنعت کی نمو بھی سی پیک سے متعلقہ منصوبوں، سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات اور نجی مکاناتی اسکیموں کی جاری تعمیرات پر منحصر ہے۔ آئندہ برسوں میں طلب مزید بڑھنے کی توقع ہے، اس صنعت کے فریق اپنی استعداد کاری کے لیے بھرپور سرمایہ کاری کر رہے ہیں، جس کا بنیادی مقصد بلند نفع آور ملکی منڈی اور اس کے ساتھ ساتھ بڑے برآمدی مقامات پر اپنے قدم مزید جمانا ہے۔[21]

اس سے قطع نظر مستقبل میں سیمنٹ کی اضافی پیداوار کے صرف کا دارومدار ان عوامل پر ہو گا: الف) مکانوں کی کمی دور کرنے کے لیے مکاناتی اسکیموں پر مسلسل کام ہونا، بالخصوص شہری علاقوں میں؛ ب) سرکاری شعبے کے منصوبوں کے باعث پیدا ہونے والی طلب کا انحصار بھی ان منصوبوں کے بجٹ کے استعمال پر ہوتا ہے، اور ج) سی پیک سے منسلک منصوبوں اور خصوصی اقتصادی زونز میں تعمیرات کا تسلسل۔ مزید برآں، صنعت کی اضافی استعداد سے بیرونی مسابقت میں بہتری اور سیمنٹ کی صنعت کو نئی منڈیوں کی تلاش کی ترغیب بھی مل سکتی ہے۔

[21] مزید معلومات کے لیے، بحوالہ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 18ء باب بعنوان "سیمنٹ کی صنعت – موجودہ تحرکات اور مستقبل کے امکانات" کا خصوصی سیکشن 1"۔

گاڑیوں کی صنعت

مالی سال 18ء میں گاڑیوں کی صنعت میں نمو جاری رہی، اس صنعت کی پیداوار میں 17.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس یہ نمو 11.2 فیصد رہی تھی (**جدول 2.8**)۔ تقریباً تمام ہی ذیلی زمروں میں دوہندسی نمو ہوئی۔ اس شعبے کی زبردست کارکردگی کی علامت ملک میں گاڑیوں کی طلب بڑھنا ہے۔ مقامی گاڑی سازوں کی جانب سے استعداد کا استعمال بڑھانے کے باوجود یہ صنعت طلب پوری نہ کرسکی۔ نتیجتاً سال کے دوران استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمدات میں اضافہ ہوا۔

گاڑیوں کی بھرپور طلب میں متعدد عوامل کارفرما ہیں۔ اوّل، پست شرح سود کے ماحول نے قرض پر کاریں خریدنا آسان بنادیا۔ گاڑیوں کے لیے قرضے اور ذاتی قرضے اس پیش رفت کو ظاہر کرتے ہیں۔[22] دوم، سفری سہولت فراہم کنندہ اداروں نے ملکی منڈی میں مزید سرایت کی، جس سے گاڑیوں بالخصوص کم ایندھن استعمال کرنے والی ہیچ بیک کاروں کی طلب بڑھ گئی۔ مالی سال 17ء میں اس کی کارکردگی مایوس کن رہی، تاہم مالی سال 18ء میں 28 فیصد کی نمو کے ساتھ ہیچ بیکس کی بحالی قابلِ ستائش رہی۔ سوم، قبل ازیں پرتعیش گاڑی ایس یو وی کا استعمال اور تشہیر کم تھی، تاہم اس ذیلی شعبے نے مقبولیت حاصل کرنا شروع کی جس کے باعث اس میں قابل ذکر نمو ہوئی۔ چہارم، زرعی شعبے میں متاثر کن نمو ہونے کے سبب دیہی علاقوں کی آمدنیوں میں اضافہ ہوا، جس کی وجہ سے ٹریکٹرز اور موٹر بائیکس کی طلب میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آخر میں مجموعی طور پر کاروباری سرگرمیاں بڑھنے– جسے کمرشل گاڑیوں کی مسلسل نمو کے باعث تقویت ملی– سے ملک میں مختلف اقسام کی گاڑیوں کی طلبی گنجائش میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔

اس کے باوجود صنعت کے موجودہ فریقوں نے اپنی موجودہ استعداد میں کوئی نمایاں اضافہ نہیں کیا جبکہ نئے اشیا سازوں کی آمد ندارد۔ بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کی خاطر موجودہ فریقوں نے اوقاتِ کار کو دوگنا کردیا۔ تاہم استعداد کاری کی کمی کی وجہ سے گاڑیوں کی فراہمی کی مدت میں اضافہ ہوا۔ کچھ ماڈل کی گاڑیوں کے لیے توصارفین کو ابتدائی بکنگ کے بعد 6 ماہ سے زیادہ انتظار کرنا پڑا۔[23]

اگرچہ گاڑیوں کی پیداوار میں ریکارڈ اضافہ ہوا، تاہم درآمدی گاڑیوں پر انحصار بلند تھا۔ درآمدی گاڑیاں بالخصوص ہیچ بیکس کاریں اپنی معیاری حفاظتی خصوصیات اور ایندھن کی بچت کے باعث مقبول ہیں، یہ خصوصیات مقامی گاڑی ساز فراہم نہیں کرتے۔ مزید برآں، روپے کی قدر میں بڑی کمی کے باوجود درآمدی گاڑیوں کی طلب مضبوط رہی۔ آگے چل کر روپے کی قدر میں مزید کمی، ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں اور نان ٹیکس فائلرز پر گاڑیوں کی خریداری کی پابندیوں کی وجہ سے درآمدی گاڑیوں کی طلب کم ہونے کی توقع ہے۔

برقی مصنوعات کا شعبہ

مالی سال 18ء کے دوران برقی مصنوعات کے شعبے کی پیداوار میں 32.4 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 17ء میں اضافہ 21.6 فیصد رہا تھا۔ مالی سال 18ء میں اس اضافے کو صرف الیکٹرک موٹرز کی پیداوار میں 132.6 فیصد نمو سے منسوب کیا جاسکتا ہے، اس کے مقابلے میں مالی سال 17ء میں اضافہ 25.8 فیصد رہا تھا۔ اس کارکردگی کی بنیادی وجہ بجلی کی فراہمی بہتر ہونا ہے، جس کا سبب بجلی کی پیداوار اور تقسیم کے سلسلے میں حکومتی سرمایہ کاری بڑھنا ہے۔ الیکٹرک موٹرز کے ساتھ ساتھ روایتی طور پر اپنا حصہ ڈالنے والے برقی آلات جیسے ریفریجریٹرز، ڈیپ فریزرز اور ائیر کنڈیشنرز کی پیداوار سال کے دوران سست روی کا شکار رہی یا کم ہوئی۔

[22] مزید تفصیلات کے لیے باب 3 ملاحظہ فرمائیں۔

[23] ٹویوٹا کرولا، ہونڈا سِٹی اور سوک کی فراہمی کے لیے 9 ماہ تک کا وقت دیا گیا۔

پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 18ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات میں 13.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 17ء میں یہ نمو 2.8 فیصد رہی تھی، اس شعبے نے گذشتہ برس کے مقابلے میں 10.4 فیصد بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ طلبی اور رسدی دونوں عوامل نے پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار کو بلند رکھنے میں مدد دی۔ طلب کے لحاظ سے بجلی کی پیداوار بڑھنے، تجارتی و کاروباری سرگرمیوں میں بہتری آنے، آمدنیاں بڑھنے، اور بالخصوص سفری سہولت فراہم کنندہ اداروں کے ذریعے نجی ٹرانسپورٹ کی طلب بڑھنا اس نمو کے لیے معاون رہا۔ رسد کی نمو میں استعداد کاری، ٹیکنالوجی میں بہتری، اور تیل کی عالمی قیمتوں کی بحالی نے کلیدی کردار ادا کیا۔

اگرچہ اس شعبے کی مجموعی کارکردگی قابلِ ستائش ہے، تاہم اگر حکومت مہنگے فرنس آئل سے چلنے والے بجلی کی بندش کے احکامات جاری نہ کرتی تو اس کی کارکردگی مزید بہتر ہوسکتی تھی۔ اس اقدام سے پیٹرولیم مصنوعات کی صنعت پر بالواسطہ اثر پڑا کیونکہ فرنس آئل ریفائنریوں کی بڑی مصنوعات میں شامل ہے۔ فرنس آئل سے چلنے والے بجلی گھروں کی عارضی بندش سے فرنس آئل کے ذخائر بڑھ گئے جس کے لیے بجلی کی پیداواری صنعت کے علاوہ کوئی قابل ذکر خریدار نہیں ہے۔ اس لیے مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران چند ریفائنریوں کو اپنی پیداوار بند کرنا پڑ گئی تھی، اور اس سے پیٹرولیم مصنوعات کی صنعت کی کارکردگی متاثر ہوئی۔

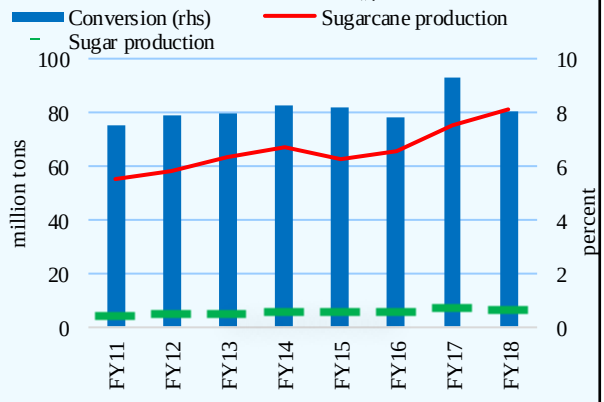
غذائی شعبہ

مالی سال 18ء میں غذائی شعبے کی کارکردگی دھیمی رہی۔ جس کی بنیادی وجہ چینی کی پیداوار میں کمی ہے، اسی کے سبب سگریٹ اور خوردنی تیل کے زمروں میں ہونے والی حوصلہ افزا نمو کا اثر زائل ہوگیا۔ مالی سال 18ء میں مجموعی طور پر اس شعبے کی نمو 2.8 فیصد رہی جو کہ مالی سال 17ء میں 11.7 فیصد تھی، اس عرصے کے دوران چینی کی پیداوار کے باعث غذائی گروپ کا بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں کلیدی حصہ رہا۔

چینی کی صنعت

مالی سال 18ء کے دوران چینی کی پیداوار میں 6.8 فیصد کمی واقع ہوئی۔ گذشتہ سال اس سلسلے میں نمایاں اہمیت کا حامل ہے، جس میں اس صنعت کی یافت 7 ملین ٹن رہی تھی، جو اس وقت کی گنے کی ریکارڈ 75.5 ملین ٹن کی پیداوار سے حاصل کی گئی تھی، جو منتقلی کی شرح کو 9.3 فیصد تک لے گیا تھا، تاہم سابقہ پیداواری رجحان کے مطابق گنے کی 81.1 ملین ٹن کی ریکارڈ پیداوار تو ہوئی مگر یہ شرح کم ہوکر 8.1 فیصد رہ گئی (**شکل 2.10**)۔ اس سال متعدد وجوہ کی بنا پر چینی کی صنعت پورے خام مال کی کچل کاری سے قاصر رہی۔ اس میں بنیادی وجہ گنے کی قیمت ہے۔ 18ویں ترمیم کے بعد صوبائی حکومتوں میں شوگر ملز کے لیے گنے کی خریداری کے لیے جو قیمت مقرر کی تھی وہ منڈی کی مبادیات پر مبنی تھی، جس میں کاشتکاروں اور شوگر ملز کے نمائندوں کو شامل کیا گیا تھا۔[24] فروری 2017ء سے عالمی منڈی میں چینی کی قیمتیں کم رہیں جبکہ ملک میں صوبائی اتھارٹیوں نے گنے کی خریداری کی بلند قیمتیں مقرر کیں۔ اس مخالف رجحان نے شعبے کی اس سال کی کارکردگی کا تعین کیا۔

شکل 2.10: گنے اور چینی کی پیداوار



Data source: Pakistan Bureau of Statistics

[24] اس میں گنے کی پیداوار پر ملکی لاگت، زیر کاشت رقبہ، عالمی قیمتیں وغیرہ شامل ہیں۔

سندھ میں شوگر ملز نے ضوابطی اتھارٹیوں کو گنے کی قیمتیں کم کرنے کی خاطر دباؤ میں لینے کے لیے ہفتوں کام بند رکھا۔ بالآخر صوبے کی عدالت کی جانب سے گنے کی مقررہ قیمتیں کم کرنے کے فیصلے سے مل مالکان کو کامیابی ملی۔

دریں اثنا، پنجاب میں شوگر ملوں کی غیر قانونی منتقلی کی بنیاد پر عدالت نے چند ملوں میں گنے کی پکل کاری معطل کرنے کا حکم دیا۔ اس سے متاثر ہونے والی ملوں کو بعد ازاں کام شروع کرنے کی اجازت مل گئی۔ تاہم اس وقت تک اس شعبے کی پکل کاری کی مجموعی سرگرمیاں بری طرح متاثر ہو چکی تھیں۔ نتیجتاً کاشتکاروں کو بھاری نقصانات کا سامنا کرنا پڑا: ریکارڈ فصل کے باعث انہیں گنا بہت کم قیمتوں پر فروخت کرنا پڑا۔

مل مالکان کے نکتہ نظر سے گنے کے اضافی ذخائر، ساتھ ہی عالمی منڈی میں چینی کی پست قیمتیں اور برآمدی کوٹہ باعثِ تشویش امور رہے۔ درحقیقت، گذشتہ چند برسوں سے چینی کی صنعت اضافی چینی پیدا کر رہی ہے، جس کے سبب اس کے ذخائر بڑھ گئے۔ گذشتہ دو برسوں سے ملک میں چینی کی اوسط پیداوار 7 ملین ٹن ہے، جو ملکی صرف سے 2 ملین ٹن زیادہ ہے۔ عالمی منڈی میں چینی کی پست قیمتوں کی وجہ سے زرِاعانت کے بغیر چینی برآمد کرنا ممکن نہیں تھا۔

ملک میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی بھاری زرِاعانت کی مدد سے 2.0 ملین ٹن کے کوٹے میں سے 1.5 ملین ٹن چینی برآمد کی گئی۔ فی کلو چینی پر 10.7 روپے کے زرِاعانت کے باعث قومی خزانے پر 16.0 ارب روپے کا اضافی بوجھ پڑا۔ عالمی قیمتوں کے مطابق قیمتیں کم کرنے سے نا صرف مالیاتی دباؤ کم ہو گا بلکہ زرعی شعبے میں مؤثر اختصاص کی ترغیب دلانے کا باعث بھی بنے گا۔ گنے کی علامتی قیمتوں کے باعث پیدا ہونے والی عارضی نفع آوری نے دیگر فصلوں جیسے کپاس اور خوردنی تیل کو بری طرح متاثر کیا۔

سگریٹ

مالی سال 18ء میں سگریٹ کی صنعت میں بحالی دیکھی گئی۔ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے تین سطحی ڈھانچے کے مثبت اثرات سامنے آئے کیونکہ اس کے سبب مالی سال 18ء میں صنعت کی نمو 72.0 فیصد رہی جبکہ گذشتہ برس اس کی پیداوار 35.8 فیصد کم ہو گئی تھی۔ سستی سگریٹ کے لیے ڈیوٹی کی تیسری سطح متعارف کیے جانے سے تمام ملکی سگریٹ سازوں کو سستے اور غیر قانونی غیر ملکی برانڈز کا مقابلہ کرنے میں مدد ملی۔ حکومت کی جانب سے جعلی سگریٹ سازوں، اسمگل شدہ اور ٹیکس چوری کے خلاف سخت کارروائی سے بھی صنعت کو مزید تقویت ملی۔ اس متبادل انتظام کا اثر سال کے دوران محسوس کیا گیا کیونکہ بڑے فریقوں کے مالی گوشواروں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

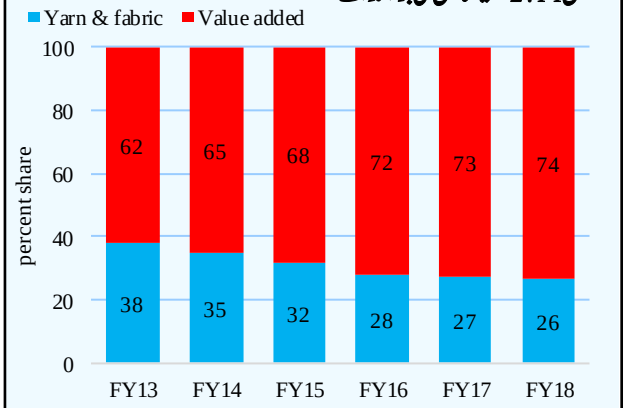
اگرچہ ان اقدامات کے بہتر نتائج سامنے آئے ہیں، تاہم معاشرے کی بہبودی لاگت کے حوالے سے یہ درست نہیں ہیں۔ سستی سگریٹ محاصل کی کمی کو تو کسی حد تک کم کر سکتی ہیں لیکن اس بات سے قطع نظر کہ رسد کا ذریعہ باضابطہ ہے یا بے ضابطہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ سگریٹ کے صرف میں کمی واقع ہو۔ غیر قانونی / اسمگلڈ سگریٹ کی تجارت کے خلاف کریک ڈاؤن جاری رہنا چاہیے تاکہ ملکی باضابطہ صنعت کو فائدہ ہو سکے، جبکہ تمام سطحوں کی سگریٹ پر ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے تاکہ صحت کے نکتہ نظر سے سگریٹ کے مجموعی صرف کی حوصلہ شکنی کی جا سکے۔

ٹیکسٹائل

مالی سال 18ء کے دوران ٹیکسٹائل شعبہ محض 0.4 فیصد نمو حاصل کر سکا جبکہ گذشتہ برس اس شعبے کی نمو 0.8 فیصد رہی تھی۔ سوتی دھاگے اور سوتی کپڑے کی پیداوار سال کے دوران رکی رہی، بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں اس کا 20 فیصد حصہ ہے، اور یہی عامل ٹیکسائل مصنوعات کی غیر تسلی بخش کارکردگی کا سبب بنا۔ اگرچہ کپاس کے علاوہ مصنوعات جیسے پٹ سن اور اونی مصنوعات میں تھوڑی سی نمو ضرور ہوئی تاہم بحیثیتِ مجموعی یہ نمو شعبے کی کارکردگی میں کوئی تبدیلی لانے سے قاصر رہی۔ کپاس کی پیداوار میں اضافے اور حکومت کی جانب سے برآمدی پیکج کے ذریعے ابتری کا شکار ٹیکسٹائل شعبے کی بحالی کی خاطر اضافی توجہ دیے جانے کے باوجود اس کی کارکردگی پست رہی۔

ایک طرف تو حکومت نے سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹیوں میں مزید کمی کی جبکہ مالی سال 18ء کے دوران کارکردگی کی بنیاد پر مقررہ ڈیوٹی کی حد 10 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کر کے مراعات میں تخفیف کر دی۔

شکل 2.11: ٹیکسٹائل کی برآمدات

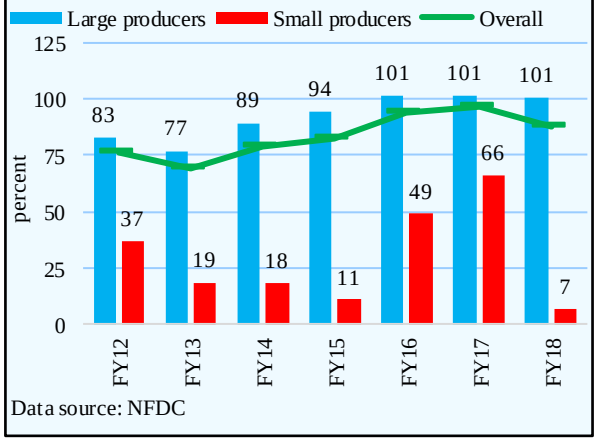


حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ مالی سال 18ء کے دوران ٹیکسٹائل مصنوعات کی برآمدات میں 8.6 فیصد نمو ہوئی۔ ٹیکسائل کی اشیاسازی میں تھوڑی سی نمو ہونے کے باوجود ایسا ہوا۔ اعداد و شمار میں اس فرق کو بنیادی طور پر بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں ٹیکسٹائل مصنوعات کے پست حصے سے منسوب کیا جاتا ہے، جس میں دھاگہ اور کپڑے کے اجزا شامل ہیں۔ اگرچہ برآمدی اعداد و شمار اس قدر جامع ہیں کہ اس میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں میں تیار کیے جانے والے قدرِ اضافی اجزا جیسے ہوزری، نٹ ویئر، تولیے اور ریڈی میڈ ملبوسات وغیرہ بھی شامل ہیں۔ (**شکل 2.11**)۔

کھادسازی

مالی سال 18ء میں کھاد کی پیداوار 9.9 فیصد کم ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 1.7 فیصد کی معتدل نمو ہوئی تھی۔ تفصیلی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پیداوار میں کمی چھوٹے کھاد سازوں کی جانب سے پیداواری سرگرمیاں معطل کرنے کی وجہ سے ہوئی جبکہ بڑی فرموں کی پیداوار پچھلے سال کی سطح پر ہی رہی۔ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ کھاد سازی کے چھوٹے یونٹس کو ملکی گیس کی رسد دستیاب نہیں ہے جبکہ پلانٹس کو درآمدی آر ایل این جی پر چلانا اس لیے ناقابلِ عمل ہے کیونکہ اس کی لاگت خاصی بلند ہے۔

شکل 2.12: کھادسازی کی صنعت میں استعداد کا استعمال



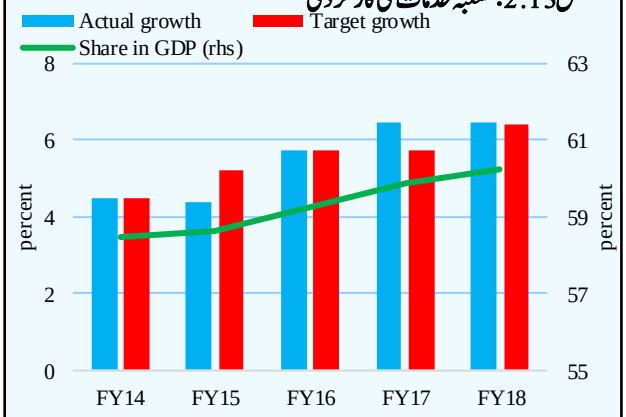
قدرتی گیس سے چلنے والے زیادہ بجلی گھر فعال ہو جانے سے گیس کی رسد کو کھاد سازی کے چھوٹے یونٹس سے ان کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے دوران چھوٹے کھاد سازیونٹس کی پیداواری استعداد 66.0 فیصد سے کم ہو کر صرف 7.0 فیصد رہ گئی، جبکہ بڑے کھاد سازوں پر اس کا اثر نہیں پڑا (**شکل 2.12**)۔ کھاد کی پیداوار کو متاثر کرنے والا ایک اور ممکنہ عامل مالی سال کے آغاز پر زرِ اعانت کے بارے میں غیر یقینی صورتِ حال تھی۔ اشیاسازوں کو زرِ اعانت کی ادائیگیوں کی وصولی میں تاخیر کا سامنا کرنا پڑا جبکہ زرِ اعانت کی ادائیگی کے طریقہ کار میں تبدیلی اور ٹیکس کی اطلاقی شرحوں نے بھی کھاد سازوں کے لیے ابہام پیدا کیا۔

مزید برآں کلیدی ایندھن یعنی کوئلے اور آر ایل این جی کی قیمتوں میں اضافے سے اجناس کی عالمی قیمتوں میں بھی بڑی حد تک اضافہ ہو گیا۔ مالی سال 18ء میں بلند طلب اور پست ملکی رسد کے باعث ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی کہ جس میں درآمدات ناگزیر ہو گئیں۔ مالی سال 18ء کے دوران ملک میں 37.0 فیصد زیادہ کھاد کی مصنوعات درآمد کی گئیں۔ بلند قیمت پر۔ تاکہ ملکی منڈی میں اس کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ یہ صنعت گذشتہ برس تک اضافی کھاد برآمد کر رہی تھی۔

2.4 خدمات

خدمات کے شعبے نے 6.4 فیصد نمو کے ساتھ کم و بیش اپنی پچھلے سال کی کارکردگی کو دہرایا، مالی سال 17ء میں اس کی نمو 6.5 فیصد رہی تھی (**شکل 2.13**)۔ اگرچہ اس شعبے نے خردہ اور تھوک تجارت اور عمومی سرکاری خدمات کے ذیلی شعبوں کی صحت مند کارکردگیوں سے فائدہ اٹھایا، تاہم، بیمہ و مالیات، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات اور دیگر نجی خدمات میں سال کے دوران کمی دیکھی گئی (**جدول 2.9**)۔

شکل 2.13: شعبہ خدمات کی کارکردگی



ذیلی شعبوں کے تفصیلی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ اجناس کے پیداواری زمرے کی مضبوط کارکردگی اور درآمدی حجم میں مسلسل اضافے کی بنا پر تھوک اور خردہ تجارت کی کارکردگی بھی اچھی رہی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے دوران 7.5 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی، جو گذشتہ 12 برس میں بلند ترین شرح ہے۔

دریں اثنا، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ و مواصلات کے ذیلی شعبوں میں اضافہ ء قدر گذشتہ برس کے 4.4 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 18ء میں 3.6 فیصد رہ گیا۔ اس کی وجہ مواصلات کے شعبے کی دھیمی کارکردگی ہے، جس کا سبب گذشتہ برس کی بہ نسبت پی ٹی سی ایل کے نفع میں پست تر اضافہ ہے۔

تاہم مالی سال 18ء میں خام اضافۂ قدر میں 167.4 فیصد اضافے کے ساتھ پاکستان ریلویز کی کارکردگی زبردست رہی، جبکہ مالی سال 17ء کے دوران اس میں 74.6 فیصد تخفیف ہوئی تھی۔[25] تازہ ترین دستیاب معلومات کے مطابق مسافر اور مال برداری کے ٹریفک میں بہتری سے مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں اس کی کمائی 26.7 فیصد بڑھ گئی (**جدول 2.10**)۔ آگے چل کر نمو کے اس رجحان کے جاری رہنے کا امکان ہے کیونکہ پاکستان ریلویز اپنے وژن 2026 کے دوسرے مرحلے پر عملدرآمد کر رہی ہے، جس کا مرکز نگاہ مالی استحکام اور خدمت کے معیار کی بہتری ہے۔ یہ ادارہ چین سے 205 دیگنز درآمد کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے جبکہ مقامی طور پر 595 یونٹس بنانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ریل گاڑی کے حصے کو وسعت دینا ہے۔

مالیات و بیمہ کے سلسلے میں کمرشل بینکوں کی جانب سے خام اضافہ ء قدر میں تخفیف نے اس ذیلی شعبے کی نمو کو کم کر کے 6.1 فیصد کر دیا—اس زمرے کا حصہ 82.5 فیصد ہے—حالانکہ گذشتہ برس کے دوران اس کی نمو 10.8 فیصد تھی (**جدول 2.11**)۔ بالخصوص امانتوں میں اضافے کی سست روی تشویشناک امر ہے۔ مالی سال 18ء کے دوران امانتوں کی نمو مالی سال 17ء کی 12.4 فیصد نمو سے کم ہو کر 8.8 فیصد رہ گئی، جبکہ 2012ء سے 2015ء کے دوران پانچ سالہ نمو اوسطاً 13.6 فیصد رہی تھی۔ امانتوں کی نمو میں اس سست روی کی بڑی وجہ ملک میں امانتوں کی نفع آوری کی نمو میں کمی آنا ہے۔ اس کی وجہ سے بین البینک قرض گیری بڑھ گئی تاکہ اثاثوں کے محاذ پر نمو سے

جدول 2.9: شعبہ خدمات کی کارکردگی

	جی ڈی پی میں حصہ	نمو		خدمات کی نمو میں حصہ	
		م س 17ء ن	م س 18ء ع	م س 17ء ن	م س 18ء ع
تھوک و خردہ تجارت	19.0	7.5	7.5	35.7	36.4
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری، مواصلات	13.0	4.4	3.6	15.6	12.4
مالیات اور بیمہ	3.4	10.8	6.1	9.0	5.4
مکاناتی خدمات	6.5	4	4	7.0	6.9
عمومی سرکاری خدمات	7.9	5.9	11.4	11.6	22.3
دیگر نجی خدمات	10.4	8.0	6.1	21.0	16.5
خدمات	**60.2**	**6.5**	**6.4**	**100.0**	**100**

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[25] ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 18-2017ء

مطابقت پیدا کی جاسکے۔ سال 17ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران کم شرح سود کے ماحول، غیر سودی آمدنی میں تخفیف اور ایک بڑے بینک کی جانب اپنے غیر ملکی کاروبار کے لیے یکبارگی چکتائی کی وجہ سے بھی اس شعبے کی نفع آوری کو رکاوٹوں کا سامنا رہا۔

جدول 2.10 : پاکستان ریلویز کی کارکردگی

	م س17ء کی پہلی ششماہی	م س18ء کی پہلی ششماہی	نمو (فیصد)
مسافروں کی تعداد	26.6	27.9	4.9
مسافت کلومیٹر میں	12,132	12,785	5.4
باربرداری (ملین ٹن)	2.4	3.8	58.3
باربرداری کی مسافت کلومیٹر میں	2,160.1	3,501.3	62.1
خام آمدنی	1,8548.1	2,3505.5	26.7

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ ریلوے

دیگر نجی خدمات کے ذیلی شعبے کی نمو 6.1 فیصد رہی جبکہ مالی سال 17ء کے دوران اس میں 8.0 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس ذیلی شعبے میں ایک حوصلہ افزا پیش رفت کمپیوٹر سے متعلقہ سرگرمیوں (سی آر اے) کے زمرے کی برآمدات میں اضافہ ہونا ہے۔ مالی سال 18ء کے دوران پاکستان کی باضابطہ آئی سی ٹی برآمدات پہلی مرتبہ 1.0 ارب ڈالر کی حد عبور کر گئیں، جس میں ایک بڑا حصہ ملکی صنعت کی جانب سے بیرون ملک مشاورتی خدمات کی فراہمی میں اضافے کا ہے۔

مجموعی طور پر پاکستان کا شعبہ خدمات اب حقیقی جی ڈی پی میں حصے کے اعتبار سے 60 فیصد کی حد عبور کرچکا ہے۔ مزید برآں یہ شعبہ رفتہ رفتہ بڑے پیمانے پر اطلاعی ٹیکنالوجی (آئی ٹی) کو اختیار کررہا ہے، خردہ لین دین، تجارت اور گورننس کے شعبوں کی سرگرمیوں کی ڈجیٹائزیشن میں روز افزوں اضافے سے بھی یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے اثرات کا اظہار معیشت کے قومی کھاتوں سے نہیں ہوسکتا، تاہم ڈجیٹائزیشن سے اس شعبے کی کارکردگی بڑھانے میں مدد مل رہی ہے جبکہ مجموعی معیشت پر اس کے قابلِ ذکر اور مثبت اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ اس نوخیز ماحولیاتی نظام کو پروان چڑھانے اور تقویت دینے کی خاطر مختلف حکومتی اور نجی کاوشیں اس رجحان کے لیے معاون ہیں۔ باب 7 کی خامہ فرسائی میں خدمات کے شعبے میں ابھرتے ہوئے رجحانات: جیسے ای کامرس، فن ٹیک اور ای گورنمنٹ کی نشاندہی کی گئی ہے۔

جدول 2.11 : مالیات اور بیمہ

	م س18ء میں حصہ	نمو م س17ء	نمو م س18ء
مرکزی بینک	1.9	-11.9	3.6
دیگر مالی وساطت	86.9	10.7	8.8
جدولی بینک	82.5	9.5	7.2
نان شیڈول بینک	4.4	57.1	52.3
دیگر مالی خدمات	1.4	0.8	1.1
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ	3.7	6.2	2.1
مالی خدمات سے منسلک سرگرمیاں	6.1	24.8	-19.0
مالیات اور بیمہ	**100.0**	**10.8**	**6.1**

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات